CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

انتخاب

کربل کتھا

مرتبہ

حنیف نقوی

اتر پردیش اردو اکادمی

لکھنؤ

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

Channel eGangotri Urdu

سلسلۂ مطبوعات: ۲۱۸

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

انتخاب

کربل کتھا

مُرتّبہ

حنیف نقوی

اتر پردیش اردو اکادمی
لکھنؤ

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

© اترپردیش اردو اکادمی

انتخاب کربل کتھا

مرتبہ: حنیف نقوی

تیسرا ایڈیشن : ۲۰۰۲ء

تعداد : ایک ہزار

قیمت : چھ روپے ۶/-

ایس۔سی۔ورما، سکریٹری، اترپردیش اردو اکادمی نے میسرس ناردرن آفسیٹ پریس، ٹکیت رائے تالاب، موہان روڈ، لکھنؤ سے چھپواکر اکادمی کے دفتر وبھوتی کھنڈ، گومتی نگر، لکھنؤ سے شائع کیا۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

پیش لفظ

اردو کی ترقی و ترویج میں بشمول دیگر منصوبوں کے یہ بات بھی خصوصیت کی حامل رہی ہے کہ معیاری کتابوں کی اشاعت و طباعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے۔

اتر پردیش اردو اکادمی نے اس فرض کو بخوبی ادا کیا ہے اور اس میدان میں آج بھی وہ اپنے محدود وسائل کے باوجود کبھی غافل نہیں رہی ہے۔ اکادمی نے جہاں ادب کے دیگر موضوعات کے تحت نادر و نایاب مطبوعات کی اشاعت سے قاری کا دل جیتا ہے وہیں مختلف یونی ورسٹیوں کے نصاب میں شامل مدرسی کتب کو چھپوا کر طلبا کی ضرورتوں کو بھی کافی حد تک پورا کیا ہے۔ یعنی اکادمی نے نصابی کتب کو لاگت سے کم قیمت پر فروخت کر کے ایسی راہ استوار کر دی ہے کہ طلبا انھیں خریدتے وقت بار محسوس نہ کریں۔ قلیل مدت میں ایسی کتابوں کے متعدد ایڈیشن فروخت ہو جانا اپنے آپ میں ایک مثال ہے۔

زیر نظر کتاب کا یہ ایڈیشن اس امید کے ساتھ پیش ہے کہ طلبا و دیگر قارئین حسب سابق اسے بھی ہاتھوں ہاتھ لیں گے۔

محمد شاہد اللہ خاں
چیرمین
مجلس انتظامیہ

اتر پردیش اردو اکادمی
مارچ ۲۰۰۲ء

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

مقدمہ

شمالی ہند میں اردو نثر نگاری کی تاریخ "کربل کتھا" سے شروع ہوتی ہے۔ یہ محمد شاہ کے چودھویں سالِ جلوس (۱۱۴۵ھ) کی تصنیف ہے۔ اِس سے تقریباً تیرہ سال پہلے سنہ ۲ محمد شاہی میں ولی کا دیوان دہلی آچکا تھا اور اس کے زیرِ اثر تھوڑے ہی دنوں میں اردو شاعری کی روایت ناجی کے بہ قول اِس قدر "محکم اساس" ہوگئی تھی کہ اس کے مقابلے میں فارسی کا شُہرہ پست ہوتا جا رہا تھا۔ سنہ ۱۱۴۴ھ کے اوائل (۳۱، ۱۷ کے وسط) میں شاہ مبارک آبرو نے اپنا دیوان مرتب کیا[1]۔ قرائن کے مطابق بعض دوسرے شعرا بھی اس زمانے تک اپنے دواوین ترتیب دے چکے تھے، لیکن نثر کے میدان

---

[1] شاہ مبارک آبرو کے دیوان کا قدیم ترین مخطوطہ جو انجمن ترقیِ اردو، پاکستان کے کتب خانے میں موجود ہے، "بہ روز یک شنبہ بہ تاریخ بست و نہم صفر..... در عہدِ محمد شاہ غازی سنہ ۱۳ جلوس والا" یعنی سنہ ۱۱۴۴ھ مطابق ۲۲ اگست ۳۱، ۱۷ء کو لکھا گیا ہے۔ شمالی ہند کے کسی شاعر کا یہ اب تک دریافت شدہ سب سے پہلا دیوان ہے، جس کے تقدم زمانی کی تحقیقی طور پر توثیق کی جا سکتی ہے۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

میں یہ دستور فارسی کا سکہ چل رہا تھا۔ اب تک کی تحقیق کے مطابق سیّد فضل علی فضلیؔ پہلے شخص ہیں جنھوں نے لکیر کی فقیری کی اِس روایت سے انحراف کر کے اردو کے عوامی کردار کی اہمیت محسوس کی اور اسے اس کا جائز حق دینے کے لیے عملی اقدام کیا، لیکن ان کی یہ کتاب بعض وجوہ کی بنا پر ادبی و علمی حلقوں میں بار نہ پا سکی اور ایک مخصوص حلقے تک جو اس کا اصل مخاطب تھا، محدود رہی۔ ادبی دنیا سے اسے متعارف کرانے کا سہرا مولوی کریم الدین کے سر ہے، جنھوں نے اپنے تذکرے "طبقاتِ شعرائے ہند" (مطبوعہ ۱۸۴۸ء) میں پہلی بار ایک شاعر کی حیثیت سے فضلی کا ذکر کیا اور "کربل کتھا" سے ان کے کلام کا نمونہ پیش کرنے کے علاوہ اس کے دیباچے کا ایک طویل اقتباس بھی نقل کیا۔ کریم الدّین نہ صرف اِس کتاب کے عینی شاہد تھے بلکہ ان کے اپنے الفاظ میں یہ ان کے پاس موجود تھی۔ طبقاتِ شعرا کی اشاعت کے نو برس بعد، ۱۸۵۷ء میں مشہور مستشرق ڈاکٹر الواس اشپرنگر (۹۳-۱۸۱۳ء) کے ذاتی ذخیرۂ کتب کی فہرست شائع ہوئی۔ اس فہرست کے مطابق "کربل کتھا" کا ایک نسخہ ڈاکٹر صاحب موصوف کے کتب خانے میں بھی موجود تھا۔ مولوی کریم الدین اور ڈاکٹر اشپرنگر کے ذاتی تعلقات کی بنا پر عین ممکن ہے کہ یہ نسخہ انھیں مولوی کریم الدین ہی سے بہ طور عطیہ حاصل ہوا ہو، لیکن اِس سلسلے میں قطعیت کے ساتھ کچھ کہنا دشوار ہے۔ فہرستِ اشپرنگر کی اشاعت کے تقریباً اٹھانوے برس بعد تک یہ کتاب اہلِ علم کی نگاہوں سے اوجھل رہی اور اس کے بارے میں سابقہ معلومات پر کوئی اہم اضافہ نہیں کیا جا سکا۔ چنانچہ اس مدّت میں لکھی جانے والی بعض ادبی تاریخوں اور تذکروں مثلاً دتاسی کی "تاریخِ ادبِ ہندوی و ہندوستانی"، مولانا محمد حسین آزاد کی "آبِ حیات" صغیر بلگرامی کے "جلوۂ خضر"، مولانا احسن مارہروی کی تاریخ نثر اردو موسوم بہ "نمونۂ منثورات"، حکیم شمس اللہ قادری کی "اردوئے قدیم"، نواب نصیر حسین خیال کی "مغل اور اردو"، مولانا حامد حسن قادری کی "داستانِ تاریخ اردو"، اور ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ کے

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

تحقیقی مقالے "اردو نثر کا آغاز اور ارتقا" میں اس کتاب کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے، وہ مولوی کریم الدین ہی کے بیانات پر مبنی یا ان کے تذکرے سے ماخوذ ہے۔

"کربل کتھا" کو اہلِ علم سے متعارف کرانے اور اس کی ادبی و تاریخی اہمیت واضح کرنے کے سلسلے میں جس طرح مولوی کریم الدین سرِ فہرست ہیں، اسی طرح اُسے دستِ بُرد زمانہ سے محفوظ رکھنے کا سہرا ڈاکٹر اشپرنگر کے سر ہے۔ ڈاکٹر اشپرنگر ۱۸۴۳ء کے اوائل میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے طبّی محکمے میں ملازم ہوکر ہندوستان آئے تھے لیکن یہاں انھیں شہرت و نام وری ایک ممتاز ماہرِ تعلیم اور مستشرق کی حیثیت سے حاصل ہوئی۔ انھوں نے اپنی ملازمت کا زیادہ تر زمانہ دلی کالج کے پرنسپل کی حیثیت سے دہلی میں گزارا۔ ۱۸۵۷ء میں وہ کالج کی ملازمت سے سبک دوش ہوکر یورپ گئے، تو ان کا ذاتی کتب خانہ بھی ان کے ساتھ ہندوستان سے یورپ منتقل ہوگیا۔ اس نقلِ مکانی کے بعد انھوں نے کچھ دنوں تک سوئٹزرلینڈ کی برن یونی ورسٹی میں علومِ مشرقیہ کا درس دیا۔ بعد ازاں ۱۸۸۱ء میں وہ جرمنی کی ہائیڈل برگ یونی ورسٹی سے وابستہ ہوگئے۔ ہائیڈل برگ ہی میں اسّی سال کی عمر میں ۱۸۹۳ء میں ان کا انتقال ہوا۔ اشپرنگر ہندوستان سے کتابوں کا جو قیمتی ذخیرہ اپنے ساتھ لے گئے تھے، وہ انھوں نے اپنی زندگی ہی میں برلن کے سرکاری کتب خانے کی نذر کر دیا تھا۔ اس ذخیرے میں غالب اکثریت عربی و فارسی کے مخطوطات کی تھی۔ اِسی لیے ۱۸۸۷ء اور ۱۸۹۹ء کے درمیان گیارہ جلدوں میں ان کی مفصل فہرستیں شائع کر دی گئیں، اِس کے برخلاف اردو مخطوطات کی تعداد بہت کم بلکہ ناقابلِ لحاظ تھی، اِس لیے ان کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی حتیٰ کہ دستی فہرست مرتب کرنا بھی ضروری نہیں سمجھا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان جواہر پاروں تک رسائی کا کوئی رہبر ذریعہ باقی نہیں رہا اور یہ ہمیشہ کے لیے گوشۂ گم نامی میں روپوش ہوگئے۔ انھی جواہر پاروں میں ہندوستانی

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

ادبیات کا وہ گوہرِ نایاب بھی شامل تھا جسے "کربل کتھا" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔
۱۹۵۳ء میں پروفیسر مختار الدین احمد آرزو اپنے تحقیقی کام کے سلسلے میں انگلستان تشریف لے گئے تو موصوف نے قاضی عبدالودود کے حسب فرمائش ایک باقاعدہ مہم کے طور پر "کربل کتھا" کی تلاش شروع کی۔ انگلستان کے تمام معروف و غیر معروف کتب خانوں سے اپنے مقالے کے لیے مواد کی فراہمی اور وہاں "کربل کتھا" کے کسی نسخے کی عدم موجودگی کے تیقن کے بعد ڈاکٹر صاحب نے دسمبر ۱۹۵۴ء میں جرمنی کا رُخ کیا۔ چونکہ دوسری جنگ عظیم کے دوران کتب خانہ، برلن کی بیشتر کتابیں تحفظ کے خیال سے مختلف محفوظ مقامات پر منتقل کر دی گئی تھیں اور وہاں سے واپس نہیں آئی تھیں، اس لیے تحقیق و تلاش کا یہ مرحلہ بھی خاصا دقّت طلب تھا، تاہم خوش قسمتی سے جنوری ۱۹۵۵ء میں ہائیڈل برگ پہنچتے ہی انھیں کتب خانہ، برلن کی طرف سے موصول شدہ ایک خط سے یہ اطلاع ملی کہ ذخیرۂ اشپرنگر کا مطلوبہ مخطوطہ ان کتابوں میں شامل تھا جو ٹوبنگن بھیجی گئی تھیں۔ اس "مژدۂ جاں فزا" کے پاتے ہی آرزو صاحب ٹوبنگن پہنچے، جہاں یونی ورسٹی لائبریری کے ایک زمین دوز کمرے میں چند گھنٹوں کی سعی و جستجو کے بعد بالآخر وہ گوہرِ گراں بہا ان کے ہاتھ آگیا جس کی طلب انھیں کشاں کشاں جرمنی لے کر پہنچی تھی۔ اپنی مہم کی اس کامیابی کے بعد آرزو صاحب نے اولین فرصت میں اپنے بعض بزرگوں اور دوستوں کو خطوط لکھ کر "کربل کتھا" کی اس بازیافت کی خوش خبری سنائی اور اپریل ۱۹۵۶ء میں جب وہ یورپ سے واپس آئے تو دوسرے متعدد نوادر کی ساتھ اِس کتاب کا عکس بھی اپنے ساتھ لائے۔ اس طرح "کربل کتھا" کے تعارف، تحفظ اور دریافت کے سلسلے میں انھیں مولوی کریم الدّین اور ڈاکٹر اشپرنگر کے بعد تیسرے اہم فرد کی حیثیت حاصل ہو گئی۔

مندرجہ بالا تفصیلات کے پیشِ نظر اس میں کسی شک کی گنجائش نہیں کہ اردو ادب کے

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

اِس لعلِ گم شدہ کی بازیافت ڈاکٹر آرزو صاحب کا کارنامہ ہے، لیکن اِس کے ساتھ ہی اس امر کا اعتراف بھی ضروری ہے کہ اسے زیورِ طباعت سے آراستہ کرنے میں تقدم کا شرف ڈاکٹر خواجہ احمد فاروقی کو حاصل ہے۔ آرزو صاحب کے اس انکشاف کے بعد کہ "کربل کتھا" کا وہ نسخہ جو ڈاکٹر اشپرنگر کے ساتھ ہندوستان سے جرمنی پہنچا تھا، جامعۂ ٹوبن گن کے کتب خانے میں موجود ہے، فاروقی صاحب نے اس کا عکس حاصل کیا اور شعبۂ اردو، دہلی یونی ورسٹی کے سلسلۂ اشاعتِ مخطوطاتِ اردو کے تحت مارچ ۱۹۶۱ء میں اسے کتابی صورت میں شائع کر دیا۔ یکم اپریل ۱۹۶۱ء کو اُس وقت کے وزیرِ اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے ایک خاص تقریب میں اس کی رسمِ اجرا ادا فرمائی۔ سلسلۂ طباعت واشاعت کے اس آخری مرحلے کی تکمیل اور مختلف ذرائعِ اعلان واشتہار سے اس کی تصدیق و توثیق کے باوجود یہ نسخہ (مطبوعہ) کئی برس تک حجلۂ احتجاب سے باہر نہ آسکا۔ رونمائی کے بعد روپوشی کا یہ دور ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ اکتوبر ۱۹۶۵ء میں ادارۂ تحقیقاتِ اردو پٹنہ نے ڈاکٹر آرزو اور مالک رام صاحب کا مرتب کیا ہوا نسخہ شائع کر دیا اور اسی اشاعت کے ذریعے عوام اور اہلِ علم کو پہلی بار "کربل کتھا" سے روشناسی حاصل ہوئی۔ اس اعتبار سے مرتبین کا یہ دعویٰ کہ "یہ کتاب آج تک شائع نہیں ہوئی اور پہلی بار منظرِ عام پر آرہی ہے" بالکل درست قرار پاتا ہے۔ یہ اشاعت معیارِ تدوین و ترتیب کے اعتبار سے اردو ادب کی تاریخ میں مثالی حیثیت کی حامل ہے۔ ڈاکٹر فاروقی کا شائع کردہ ایڈیشن جو اس کے بعد کسی وقت منظرِ عام پر آیا، اس لحاظ سے اہم ہے کہ اس میں اصل نسخے کی تمام املائی خصوصیات کو برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، تاہم کتابت کی غلطیاں ان دونوں نسخوں میں موجود ہیں اور بہت سے مقامات ابھی تک صحیح قرأت کے محتاج ہیں۔

ادبی نقطۂ نظر سے کربل کتھا کی حیثیت ناقدین کے درمیان مابہ الاختلاف ہے،

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

لیکن اس کی تاریخی اور لسانی اہمیت سے بہ ہر حال کسی کو انکار نہیں۔ مولانا محمد حسین آزاد نے ”آبِ حیات“ میں اسے ”نثرِ اردو کی پہلی تصنیف“ قرار دیا تھا۔ شمالی ہند کی حد تک اس کا یہ اعزاز آج بھی برقرار ہے۔ فضلی کی تحریر کے مطابق اس کا نقشِ اول ۱۱۴۵ھ (۳۳-۱۷۳۲ء) میں تیار ہوا اور تقریباً سولہ سال کے بعد ۱۱۶۱ھ (۱۷۴۸ء) میں اس پر نظرِ ثانی کی گئی۔ اس سلسلے میں ان کا بیان ہے کہ

”جس (کذا، جن) ایام میں کہ مسودہ اس نسخہ امتبرکہ کا تصنیف ہوا

مصنف یہ تاریخِ سنہِ ہجریہ نبویہ حاصل کیا

یہ جو نسخہ ہوا ہے اب تصنیف بہرِ کسبِ ثواب و فیضِ بشر
چاہا تاریخ اس کی، بولا سروش شیعیوں کی نجات کا منظر

۱۱۴۵ھ

اور اب کہ نظرِ ثانی کر بہ کمیت و کیفیتِ مضامین و بہندی (کذا، بہ بندی) اصطلاحات و استعاراتِ رنگیں اصلاح دیا، اس تاریخ نے صفحہ دل پر جلوہ کیا

ہر کس از من کند بہ نیکی یاد بہ جہاں نامش ہم بہ نیکی باد

۱۱۶۱ھ

طرفہ یہ کہ تمام بیت میں مدعائے تاریخ نکلا اور اسی مضمونِ تاریخ کا پھر برادرانِ ایمانی سے ملتمس ہوا۔“ (ص ۴۲)

مخطوطۂ اشپرنگر میں پہلی تاریخ کے مصرعِ چہارم کے نیچے ۱۱۴۵ھ درج ہے جو اس کے آخری لفظ ”منظر“ سے حاصل ہوتا ہے۔ دوسری تاریخ کے دونوں مصرعوں کے اعداد یک جا کر کے مصرعِ ثانی کے نیچے ۱۱۶۱ھ لکھا گیا ہے۔ ۱۱۴۵ھ کے سلسلے میں دونوں اشاعتوں کے مرتبین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں، لیکن دوسری تاریخ کے متعلق

Channel eGangotri Urdu

ان حضرات نے مختلف فیہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ڈاکٹر فاروقی نظر ثانی کا سنہ ۱۱۶۱ھ
CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust
کی بجائے ۱۱۶۰ھ (۶۱،۴۷،) بتاتے ہیں۔ انھوں نے حاشیے میں اس کے متعلق مجملاً صرف اتنا لکھا ہے کہ "مخطوطہ میں ۱۱۶۱ھ ہے جو صحیح نہیں۔" اشاعتِ ثانی کے مرتبین نے قدرے تفصیل سے کام لیتے ہوئے اصل صورتِ حال کی ان الفاظ میں وضاحت کی ہے:

فضلی نے پورے شعر یعنی دونوں مصرعوں سے ۱۱۶۱ھ تاریخ نکالنا چاہی ہے لیکن اس شعر سے ۱۱۷۰ھ برآمد ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کے نقل ہونے میں کچھ سہو ہو گیا ہے۔ اگر اسے یوں لکھا جائے:-

ہر کس از من کند بنیکی یاد   بجہاں نامش ہم بنیکی باد

تو اس سے ۱۱۶۰ھ حاصل ہوں گے۔ چونکہ تاریخوں میں ایک عدد کی کمی بیشی جائز رکھی جاتی ہے، اِس لیے یہ صحت سے قریب تر ہوگا۔"

(مقدمہ۔ حاشیہ ص ۱۶)

مقدمہ نگار کا مشاہدہ یہ ہے کہ تاریخی مصرعوں میں جب بھی کاتب کی بے احتیاطی یا سہو کی بنا پر تصحیف یا تحریف کی کوئی صورت رونما ہوتی ہے تو اکثر حالات میں صرف ان مصرعوں کا متن ہی متاثر ہوتا ہے، ان کے نیچے لکھے ہوئے اعداد میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا، اس لیے اوپر کے دونوں مصرعوں میں "بنیکی" کا "بہ نیکی" بن جانا زیادہ قرینِ قیاس ہے بہ نسبت اس کے کہ مصرع ثانی کے نیچے ۱۱۷۰ھ کی بجائے ۱۱۶۱ھ لکھ دیا گیا ہو۔

دیباچۂ کتاب میں "کربل کتھا" کو "محمد شاہ بادشاہِ غازی" کے دور کی تصنیف بتایا گیا ہے۔ اس موقعے پر ان کے نام کے ساتھ "ادام اقبالہٗ و دوام اجلالہٗ" کے علاوہ "اللّٰہم متّع المسلمین بطولِ بقایہ وحیاتہ..." جیسے دعائیہ کلمات کا اضافہ ظاہر کرتا ہے کہ ان سطور کی تحریر کے وقت تک وہ بہ قیدِ حیات تھے لیکن دیباچے سے قبل منظوم فاتحات کے تحت "فی ثناءِ پادشاہِ عالی درجات" اور "فی الدعاءِ البادشاہِ ارفع الدرجات" کے زیرِ عنوان

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

دو جگہ محمد شاہ کے بیٹے اور جانشین احمد شاہ کا ذکر بہ ایں الفاظ موجود ہے:-

بعد ازیں از برائے ظلِّ اِلٰہ بادشاہِ بہادر احمد شاہ

باز بہرِ قیامِ ظلِّ اِلٰہ بادشاہِ بہادر احمد شاہ

محمد شاہ نے ۲۷ ربیع الآخر ۱۱۶۱ھ (۱۵ اپریل ۴۸ء ۱۷) کو وفات پائی۔ احمد شاہ اس کے بعد تخت نشین ہوا۔ اِس لیے عین ممکن ہے کہ "کربل کتھا" پر نظرِ ثانی کا مرحلہ ۱۱۶۰ھ (۴۷ء ۱۷) کے اواخر میں طے ہو چکا ہو لیکن ترمیم شدہ متن کی بنیاد پر ایک نئے نسخے کی تحریر و تکمیل کے وقت تک محمد شاہ کی وفات اور احمد شاہ کی جانشینی کے واقعات پیش آچکے ہوں اِس لیے فاتحات کے دو مصرعوں میں جہاں نام بدل دینا آسان تھا، ترمیم کر دی گئی لیکن دیباچہ اپنی اصل حالت میں برقرار رہا۔ اس امکان کے پیشِ نظر ایک عدد کی کمی کے متعلق اشاعتِ ثانی کے مرتبین کی پیش کردہ توجیہ کے علاوہ ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان سطور کی تحریر کے وقت مصنف یا کاتب کے قلم سے سہواً اصل سنہ (۱۱۶۰ھ) کی بجائے سالِ رواں (۱۱۶۱ھ) نکل گیا ہو۔ اتصالِ سنین کے مواقع پر اس قسم کی صورت حال اکثر پیش آتی رہتی ہے۔

"کربل کتھا" کے زمانۂ تصنیف کے سلسلے میں اس کے دیباچے کے حوالے سے اوپر کی سطور میں جو تفصیلات پیش کی گئی ہیں، پروفیسر محمود الٰہی صاحب نے اپنے ایک مضمون میں ان سے شدت کے ساتھ اختلاف کیا ہے[1]۔ وہ دیباچے کے ان مندرجات کی روشنی میں "کربل کتھا کے سر پر شمالی ہند کی قدیم ترین کتاب کا تاج رکھنے والوں" سے نہ صرف یہ کہ متفق نہیں بلکہ انھیں اس موضوعِ بحث کو دانستہ طور پر زیادہ اہمیت نہ دینے اور اس طرح

---

[1] تفصیل کے لیے دیکھیے دو ماہی "اکادمی" لکھنؤ جلد نمبر ۱، شمارہ نمبر ۱ بابت جولائی ۱۹۸۱ء

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

تحقیق کی دنیا میں گم راہی پھیلانے کا ذمہ دار" بھی قرار دیتے ہیں۔ موصوف کا خیال ہے کہ اس کتاب کو قدامت کا شرف بخشنے کے لیے کسی شخص نے اس کے دیباچے میں وسیع پیمانے پر تحریف کی ہے۔ چنانچہ اِس دخلِ بے جا کی بعض ممکنہ صورتوں کی نشان دہی کرتے ہوئے وہ اِس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ :۔

(۱) کربل کتھا کی تصنیف کے سلسلے میں ۱۱۴۵ھ کا اندراج جعلِ محض ہے۔

(۲) تاریخِ ثانی کے مطابق دیباچے کی تسوید ۱۱۰۰ھ سے پہلے نہیں ہوئی۔

(۳) کتاب کی تکمیل شاہ عالم کے زمانے میں اور حسبِ قرائن ۱۱۸۶ھ میں ان کے تختِ دہلی پر متمکن ہونے کے بعد ہوئی۔

چونکہ معتبر شواہد سے یہ ثابت ہے کہ فضلی ۱۱۷۰ھ سے قبل شاہ عالم کے زمانۂ ولی عہدی ہی میں وفات پا چکے تھے اس لیے ان نتائج سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا۔ اس خارجی شہادت کے علاوہ بعض داخلی شواہد بھی پروفیسر صاحب کی اس رائے کے خلاف ثبوت فراہم کرتے ہیں، لیکن یہاں ان کی تفصیل تحصیلِ حاصل کے مترادف ہوگی۔

کسی کتاب کی تاریخی و ادبی اہمیت کسی فردِ خاص سے اس کی نسبت کی پابند نہیں ہوتی تاہم یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ مصنف کے متعلق مفصل معلومات کے بغیر اس کے مطالعے کی بہت سی گرہیں ناکشادہ رہ جاتی ہیں۔ "کربل کتھا" کے ساتھ بھی کچھ ایسی ہی صورت حال پیش آئی ہے۔ اس کے مصنّف کے بارے میں ہماری معلومات انتہائی محدود ہیں۔ چنانچہ نہ تو حتمی طور پر اب تک یہ بات معلوم ہو سکی ہے کہ وہ کس علاقے کے رہنے والے تھے اور نہ یہ طے ہو سکا ہے کہ اس کی تصنیف کے وقت وہ کہاں مقیم تھے اور اس پر نظرِ ثانی کے بعد وہ کب تک زندہ رہے۔ اشاعتِ ثانی کے مرتبین نے پنجابی زبان سے فضلی کی ماہرانہ واقفیت پر اِس انداز سے گفتگو کی ہے کہ اِس سے ان کے پنجابی الاصل ہونے کا شبہ گزرتا ہے، دوسری طرف استادِ محترم پروفیسر گیان چند جین نے اُن کی زبان پر دکنی کے واضح اثرات کی توجیہ کرتے ہوئے

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

والے ظاہر فرمائی ہے کہ ممکن ہے ان کا بچپن دکن میں گزرا ہو اور وہ بعد میں شمالی ہند چلے آئے ہوں[1]۔ اس قسم کے قیاسات دراصل اردو زبان کے مزاج اور لسانی ارتقاء کے بارے میں بعض بنیادی غلط فہمیوں کا نتیجہ ہیں اور حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں رکھتے۔ اصولی طور پر کسی خاص علاقے کی زبان سے جزوی مماثلتوں کی بنا پر اس علاقے سے مصنف کی نسبت کا فیصلہ یقیناً صحیح طریقۂ کار نہیں۔

فضلی کے بارے میں اب تک مستند طور پر جو معلومات فراہم ہو سکی ہیں، ان کا واحد ماخذ "کربل کتھا" ہے۔ اس کتاب کے دیباچے کے مطابق ۱۱۴۵ھ تک جب کہ اس کا نقشِ اول تیار ہوا، ان کی عمر نے "حدودِ عشرین سے دو تین منزل تجاوز کیا تھا"۔ بہ الفاظِ دیگر وہ اس وقت بائیسویں یا تیئیسویں برس میں تھے۔ اس اعتبار سے محتاط طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ۱۱۲۲ھ/۱۷۱۰ء کے اواخر یا ۱۱۲۳ھ/۱۷۱۱ء کے اوائل میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ اپنی تعلیم و تربیت اور مبلغِ علم کی طرف انھوں نے کوئی اشارہ نہیں کیا ہے تاہم ان کی تحریر میں آیات و احادیث کے حوالوں کی افراط، عربی و فارسی الفاظ و تراکیب کے بے تکلف اور بامعنی استعمال اور فارسی نظم میں بے تکان اظہارِ خیال سے، نیز ان کے اس بیان سے کہ انھیں ابتدائے سنِ تمیز ہی سے "احوالِ شہادت مآلِ جگر گوشہ ہائے رسول" کی دریافت و تحقیق سے دلچسپی تھی۔ اور وہ اپنا زیادہ تر وقت اس سلسلے کی روایات و حکایات کی تصریح و تصحیح میں گزارتے تھے، یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی علمی بنیاد خاصی محکم تھی۔

کتاب کے سببِ تالیف کے ذیل میں فضلی نے اپنے "قبلۂ حقیقی اور کعبۂ تحقیقی" نواب

---

[1] ڈاکٹر صاحب کے ارشادات کے لیے ان کے مجموعۂ مضامین "تجزیے" (شائع کردہ مکتبہ جامعہ دہلی) کی طرف رجوع کیا جائے جس میں "فضلی کی کربل کتھا" کے عنوان سے ایک مفصل مضمون شامل ہے۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust
شرف علی خاں کے بارے میں نثر و نظم میں جو معلومات فراہم کی ہیں، ان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنے زمانے کے ایک ذی علم اور باحیثیت انسان تھے۔ فضلی نے ان کے حُسنِ خلق اور فیاضی و فیض رسانی کے پہلو بہ پہلو ان کی "عالی منصبی" اور "افاضل پروری" کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ مدحیہ نظم کے ایک مصرعے سے یہ بھی مترشح ہوتا ہے کہ شرف علی کو دربارِ شاہی سے غالباً "امین الدّولہ" اور "خان" کے خطابات حاصل تھے۔ اِس سلسلۂ بیان میں ان کے نام کے ساتھ "سلّمہ اللّٰہ الملک المنان" اور "حق تعالےٰ سایۂ بلند پایہ اوس غلامِ دوازدہ امام کا مجھ عاصیٔ رہی کے سر پر سلامت رکھے" جیسے دعائیہ کلمات کا التزام اس زمانے تک ان کے بہ قیدِ حیات ہونے کا ثبوت فراہم کرتا ہے، لیکن فاتحات کے سلسلۂ اول کے تحت "الفاتحۃ التاسع" میں والدین کی مغفرت کے لیے ان کا دعا کرنا بہ ظاہر اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ نظرِ ثانی کے وقت تک نواب شرف علی خاں اور ان کی اہلیہ دونوں فوت ہو چکے تھے۔ اِسی سلسلۂ کلام میں "جمیع مومنین و مومنات" کے لیے عمومی طور پر اور "ساداتِ عالی ذات" و "سیدہ ہائے واجب الاکرام" کے لیے بہ طورِ خاص فلاحِ دارین کی دعائیں اِس طرف رہبری کرتی ہیں کہ شرف علی خاں خود بھی نسباً سید تھے۔ کتاب میں ان کے نام سے پہلے "شرافت مآب" اور نجابت نصاب" جیسے توصیفی کلمات بھی بہ گمانِ غالب اسی خاندانی شرافت و نجابت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

نواب شرف علی خاں شیعی عقائد کے پیرو تھے لیکن انھیں غالباً کسی ذاتی مصلحت کی بنا پر اپنے ان عقائد کے برملا اظہار میں تامل تھا۔ چنانچہ وہ ہر سال اندرونِ محل مخفی طور پر مجالسِ عزا منعقد کیا کرتے تھے۔ ان مجلسوں میں روضہ خوانی[1] کی خدمت فضلی کے سپرد

---

[1] مجالسِ عزا میں ذکرِ شہادات کے لیے "روضہ خوانی" کی اصطلاح ملّا حسین واعظ کاشفی کی "روضۃ الشہدا" کی غیر معمولی مقبولیت پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن اس (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

تھی، چنانچہ وہ ملاّ حسین واعظ کاشفی کی "روضۃ الشہدا" کے ایک خلاصے سے جو کسی شخص نے اسی مقصد سے مرتب کیا تھا، حسبِ موقع کچھ پڑھ کر سُنا دیا کرتے تھے، لیکن چونکہ "روضۃ الشہدا" کی زبان فارسی ہے اس لیے بہ قولِ فضلی "معانی اوس کے نسا و عورات کی سمجھ میں نہ آتے تھے اور فقراتِ پرسوز و گداز اِس کتاب مذکورہ کے ادن کو نہ رولاتے تھے"، چنانچہ اکثر اختتامِ مجلس کے بعد حاضرین عبارتِ فارسی نہ سمجھنے اور رونے کے ثواب سے بے نصیب رہنے پر افسوس کے ساتھ ساتھ اس خواہش کا بھی اظہار کیا کرتے تھے کہ "ایسا کوئی صاحبِ شعور ہووے کہ کسی طرح من وعن ہمیں سمجھاوے اور ہم سے بے سمجھوں کوں سمجھ کر رولاوے"۔ اِس صورتِ حال نے فضلی کے دل میں یہ خیال پیدا کیا کہ "اگر ترجمہ اس کتاب کا بہ رنگینیِ عبارت و حسنِ استعارات ہندیِ قریب الفہمِ عامۂ مومنین و مومنات (میں) کیجیے تو .... بڑا ثواب باصواب لیجیے"۔ چنانچہ اِس احساس کے باوجود کہ "پیش ازیں کوئی اِس صنعت کا نہیں ہوا مخترع اور اب لگ ترجمۂ فارسی بہ عبارتِ ہندی (نثر) نہیں ہوے مستمع"، انھوں نے اس کام کی تکمیل کا تہیّہ کر لیا اور بالآخر وہ اپنی اِس کوشش میں کامیاب بھی ہو گئے۔ اِس طرح یہ "مجموعۂ محمودہ" اور "نسخۂ مسعودہ"، موسوم بہ "کربل کتھا"، کہ "مشتمل ہے اوپر ایک مقدمہ اور بارہ[12] مجلس اور ایک خاتمہ کے"، معرضِ وجود میں آیا۔

"روضۃ الشہدا" کے ترجمے سے فضلی کو اگرچہ اصلاً ایک مذہبی ضرورت کی تکمیل

(بقیہ حاشیہ صفحۂ گزشتہ کا) سے یہ سمجھنا صحیح نہ ہوگا کہ یہ اصطلاح صرف "روضۃ الشہدا" سے واقعاتِ شہادت کے بیان کے لیے مخصوص تھی۔ میر کے یہ دو[2] شعر اس کی عمومی حیثیت پر دلالت کرتے ہیں ؎

قیدِ نفس میں ہیں تو خدمت ہے نالگی کی
گلشن میں تھے تو ہم کو منصب تھا روضہ خواں کا

پوچھو نہ غم کو دل کے ایسا نہ ہووے باراں!
مانند روضہ خواں کے مجلس کے تئیں رُلاؤں

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

مقصود تھی تاہم ان کا یہ کہنا کہ ان کے سامنے فارسی سے اردو نثر میں ترجمے کی کوئی مثال موجود نہیں اور اس ترجمے کو سلاستِ زبان کے ساتھ "رنگینیِ عبارات وحُسنِ استعارات" سے مرصّع ہونا چاہیے، ضمناً اس طرف اِشارہ کرتا ہے کہ وہ اردو نثر میں ایک نئی روایت کے قیام کی اہمیت سے پوری طرح باخبر تھے اور اپنے اِس کارنامے کو ادب وانشا کا ایک معیاری نمونہ بنا کر پیش کرنا چاہتے تھے۔ اس کے باوجود کربل کتھا، کا ادبی حلقوں میں شہرت ومقبولیت سے محروم رہنا ایک غور طلب امر ہے۔ معاصر ادب شناسوں کی اس کے وجود سے یہ بے خبری بہ ظاہر اُسی سعیِ اخفا کا نتیجہ معلوم ہوتی ہے جس کا ذکر مجالسِ عزا کے سلسلے میں کیا جاچکا ہے۔

اپنے عقائد کے اظہار میں شرف علی خاں کی احتیاط پسندی بہ گمانِ غالب کسی سیاسی مصلحت پر مبنی تھی اس لیے یہ قیاس کرنا غلط نہ ہوگا کہ وہ کسی اہم سرکاری منصب پر فائز اور دار الحکومت (دہلی) میں مقیم تھے۔ فضلی نے دیباچے میں ایک جگہ "قدم شریف کی عمارت" کا جس انداز سے ذکر کیا ہے، اس سے بھی ذہن دہلی کی درگاہ قدم شریف ہی کی طرف منتقل ہوتا ہے، اس لیے حتمی طور پر نہ سہی، کم از کم ظنِ غالب کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ کربل کتھا، دہلی میں تصنیف ہوئی ہے۔ "ترجمۂ فارسی بہ عبارتِ ہندی نثر" مستمع نہ ہونا بھی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ فضلی کا بہرحال جنوبی ہند سے جہاں "سب رس" کے ساتھ ۱۶۳۵ء ہی میں ترجمہ نگاری کی روایت شروع ہوچکی تھی، کوئی تعلق نہ تھا۔

مقدمہ نگار نے ذاتی طور پر جو معلومات فراہم کی ہیں، اس کے مطابق نواب فضل علی خاں بنارس کے ایک ذی علم اور ذی حیثیت خاندان سے تعلق رکھتے تھے اور دار الخلافہ میں محمد شاہ بادشاہ کی طرف سے "داروغگیِ فیل خانۂ شاہی" کے منصب پر سرفراز تھے۔ ان کا شاہی نام یا خطاب محمد علی خاں تھا۔ ایک معاصر بیاض نگار کے بہ قول انھیں "جوہرِ قابلیت" کی "الطافِ گراں مایہ" کے بدلے خریداری میں امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ گویا انھوں نے "افاضل پروری" کی صفت اپنے والد سے ورثے میں پائی تھی۔ متذکرہ بیاض کے مندرجات سے یہ

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی وفات شیخ علی حزیں کی زندگی میں یعنی ۱۰ جمادی الاولی ۱۱۸۰ھ مطابق ۱۵ اکتوبر ۱۷۶۶ء سے قبل ہو چکی تھی۔

پروفیسر مسعود حسن رضوی مرحوم کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق فضلی کے ایک چھوٹے بھائی کرم علی بھی تھے جو فضلی کے انتقال کے بعد تک زندہ رہے۔ یہ شاعر بھی تھے اور مرثیے کہتے تھے۔ پروفیسر صاحب کے ذاتی ذخیرے میں موجود ان کے بعض مرثیوں کے عنوانات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شاہ عالم کے سفرِ بنگال میں ان کے ہم رکاب تھے اور واپسی میں بھی دلی تک ان کے ساتھ گئے تھے۔ فضلی کا انتقال اس سفر سے قبل ہو چکا تھا۔ چوں کہ بہار، بنگال اور اڑیسہ کی مہم پر شاہ عالم کی روانگی ۱۱ رمضان ۱۱۷۰ھ مطابق ۳۰ مئی ۱۷۵۷ء کے معاً بعد کا واقعہ ہے اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ فضلی رمضان ۱۱۷۰ھ/مئی ۱۷۵۷ء سے قبل وفات پا چکے تھے۔ یہ عزیز الدین عالمگیر ثانی کی فرماں روائی اور شاہ عالم کی ولی عہدی کا زمانہ تھا۔

زبان اور اسلوب کے لحاظ سے "کربل کتھا" بدیہی طور پر دو مختلف سطحوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ دیباچے کا اندازِ تحریر دقیق و رنگین ہے، اس کے برخلاف اصل کتاب میں نسبتاً عام فہم زبان اور سادہ اندازِ بیان اختیار کیا گیا ہے۔ اس کی ایک ظاہری وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ دیباچے سے صرف ایک علمی ضرورت کی تکمیل مقصود تھی جب کہ اصل کتاب "عامہ مومنین و مومنات" کو واقعاتِ شہادت "من و عن سمجھانے" اور "بے سمجھوں کوں سمجھا کر رولانے" کی غرض سے لکھی گئی تھی۔ دوسرا سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دیباچے کے مخاطب چوں کہ اہلِ علم تھے، اس لیے ایک بار آخری شکل دینے کے بعد اس میں کسی قسم کی اصلاح و ترمیم کی ضرورت نہیں محسوس کی گئی لیکن کتاب کے باقی حصے مجالسِ محرم میں سال بہ سال پڑھے جاتے رہے اور ان میں سامعین کی ذہنی سطح کے اعتبار سے یا زبان و بیان کے بدلتے ہوئے رنگ و آہنگ کے مطابق وقتاً فوقتاً مناسب تبدیلیاں کی جاتی رہیں۔ مشکل سے آسان یا قدیم سے جدید کی طرف پیش رفت کے اس عمل میں مصنف کے علاوہ کسی دوسرے شخص یا اشخاص کا

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust
الحاق بھی خارج از امکان نہیں، چونکہ یہ معلوم نہیں کہ نسخہ اسپرنگر کس زمانے میں اور کہاں لکھا گیا ہے اور اس کا کاتب کون ہے اس لیے اس کی بنیاد پر کتاب کے اسلوبِ تحریر اور زبان کے بارے میں قطعیت کے ساتھ گفتگو کرنا احتیاط کے منافی معلوم ہوتا ہے۔ البتہ دیباچے کے بارے میں کسی قدر یقین کے ساتھ یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ یہ تحریف و تصرف کے دخل سے پاک ہے اس لیے اسے محمد شاہ کے عہد کی اردو نثر کا نمائندہ قرار دینے میں کوئی عذر مانع نہیں۔

اشاعتِ ثانی کے مرتبین نے فضلی کی "پنجابی زبان سے ماہرانہ واقفیت" اور اس کے محاورے اور لہجے پر ان کی حاکمانہ دسترس کے ثبوت فراہم کر کے "کربل کتھا" کا لسانی رشتہ پنجابی کے حلقۂ نفوذ و اثر سے ملانے کی کوشش کی ہے، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس ضمن میں جن الفاظ و محاورات سے استدلال کیا گیا ہے، ان میں سے ایک محاورے (گھنڈی پڑنا) کے علاوہ کوئی لفظ ایسا نہیں جو زمانۂ قدیم سے فضلی کے زمانے تک اردو میں بہ کثرت مستعمل اور بالعموم مروّج نہ ہو انشا نے "دریائے لطافت" میں مصادر میں علامت مصدری (نا) سے قبل واؤ کے اضافے یعنی "آنا" اور "جانا" کی بجائے "آوُنا" اور "جاوُنا" کے استعمال کو پنجابی کی ایک امتیازی خصوصیت قرار دیا ہے۔ "کربل کتھا" کے مرتبین نے فضلی کی زبان کی اس خصوصیت کی طرف توجہ نہیں فرمائی ہے، لیکن یہاں بھی اس حقیقت کا اظہار ضروری معلوم ہوتا ہے کہ انشا کا یہ خیال درست نہیں کیونکہ علامتِ مصدری سے قبل واؤ کے اس اضافے کی مثالیں اٹھارہویں صدی کے دہلوی شعرا کے یہاں بہ کثرت موجود ہیں۔

مرتبین "کربل کتھا" نے فضلی کی زبان پر پنجابی کے علاوہ دکنی کے اثرات کی بھی نشان دہی کی ہے لیکن چونکہ بعض ماہرینِ لسانیات کے نزدیک دکنی زبان بڑی حد تک کھڑی بولی اور ہریانوی سے جو دراصل پنجابی ہی کا ایک روپ ہے، متاثر ہے۔ اس لیے فضلی کے یہاں دکنی کے جو اثرات ملتے ہیں، وہ اِن حضرات کے خیال میں پنجابی سے واقفیت کا نتیجہ بھی ہو سکتے ہیں۔ یہاں اس بنیادی نکتے کے اعادے کے ساتھ کہ جب تک کسی مخطوطے کے کاتب اور زمانہ و مقامِ کتابت

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

کے بارے میں مفصل معلومات موجود نہ ہوں، اُن کی اِملائی باریکیوں اور لسانی خصوصیات پر بحث کرنا اصولی طور پر خلافِ احتیاط بلکہ غلط ہے، اِس امر کی وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ مرتبین نے "کربل کتھا" کی جن لسانی خصوصیتوں کو دکنی سے منسوب کیا ہے، اُن میں سے ایک بھی ایسی نہیں جس کی مثالیں شمالی ہند کی رائج الوقت زبان میں موجود نہ ہوں۔ اس سلسلے میں مرتبین کی پیش کردہ مثالوں میں سے "کوں" اور "سوں" کے استعمال اور "وں" یا "ی ان" کی جگہ "ان" کے اضافے کے ساتھ جمع بنانے کے قاعدے کو ڈاکٹر گیان چند جین بھی دکنی کے ساتھ مخصوص تسلیم نہیں کرتے لیکن موصوف نے "دکنی نحو کے نمایاں اثرات" کے عنوان سے "کربل کتھا" کی نثر و نظم کی بعض ایسی خصوصیات کی نشان دہی فرمائی ہے جو ان کے بہ قول "شمالی ہند کی قدیم اردو" میں مفقود ہیں اور جن کا صرف اسی شخص کی تحریر و تقریر میں پایا جانا ممکن ہے جس نے عمر کا کچھ حصہ دکن میں گزارا ہو۔ مقدمہ نگار کو اس رائے سے بھی اتفاق نہیں لیکن اس موضوع پر مفصل گفتگو کسی آئندہ موقعے کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔ یہاں مختصراً دکنی زبان کے بارے میں ایک بنیادی نکتے کی طرف اشارہ کردینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ مشہور اور ممتاز مورخ ابوالقاسم فرشتہ نے دکن کے باشندوں کو چار گروہوں میں تقسیم کرتے ہوئے دکنی کہے جانے والے لوگوں اور ان کی زبان کے بارے میں یہ وضاحت کی ہے کہ

> "دکھنی سے مراد وہ لوگ تھے جو سلطان علاءالدین خلجی یا اس کے بعد شمالی ہند کی فوجوں کے ساتھ ہندوستان سے آکر دکن میں آباد ہو گئے تھے اور یہاں ان کی دو تین نسلیں گزر چکی تھیں۔ یہ لوگ دکھنی کہلانے لگے تھے بعد میں ان کی زبان دکھنی کہلانے لگی۔"[1]

اِس بیان سے صاف ظاہر ہے کہ دکنی اصلاً شمالی ہند کے لوگوں کی زبان تھی، اِس لیے

---

[1] بہ حوالہ "اردو نثر کا آغاز و ارتقا" از ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ ص ۴۷

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust
کئی صدیوں کے لسانی تغیرات کے باوجود شمال اور جنوب کی زبانوں میں لہجے یا تلفظ اور صرفی نحوی قواعد کے اعتبار سے بعض مماثلتوں کا پایا جانا قطعاً مستبعد نہیں چنانچہ شمالی ہند کی کسی موخر العہد تصنیف کے جائزے کے وقت اس قسم کی کسی مشترک خصوصیت کو دکنی سے منسوب کرنے کی بجائے اردوے قدیم کی بنیادی خصوصیات میں شمار کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔

مرتبین "کربل کتھا" نے فضلی کی تحریر کی ایک خصوصیت یہ بھی بتائی ہے کہ "ان کے ہاں "نے" علامتِ فاعلی بالعموم ساقط ہے۔" ڈاکٹر جین صاحب نے اسے "دکنی کے سب سے نمایاں اثر سے تعبیر فرمایا ہے۔ اس کے ساتھ ہی موصوف نے "شمالی ہند کے عام انداز پر "نے" کے استعمال" کی بعض مثالیں بھی پیش کی ہیں لیکن "کربل کتھا" میں علامتِ فاعلی کے عدم استعمال اور معروف قاعدے کے مطابق استعمال کی متذکرہ صورتوں کے علاوہ ایک تیسری صورت بھی پائی جاتی ہے جسے بے جا استعمال سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ کتاب کے اوراق میں اس کی مثالیں بہ کثرت موجود ہیں لیکن اب تک کسی نقاد یا ماہرِ لسانیات نے ان کی طرف توجہ نہیں دی ہے۔ وضاحت کے لیے چند جملے سطورِ ذیل میں نقل کیے جاتے ہیں :۔

(۱) "جب مشیتِ بے علت اوس کی نے بیچ تمشیتِ امورِ ایجاد و تکوین کے تعلق پکڑی" (اشاعتِ ثانی ص ۲۱۔)

(۲) "ملعون نے شمشیر اپنی اوس ملعونہ کو گرو دے کر حضرت کے پاس آیا" (ص ۸۳)

(۳) "تب حرام زادہ نے ہاتھ مسلم کا پکڑ کر کوٹھے پر لے گیا" (ص ۱۱۵ و ۱۱۶)

(۴) "راہب نے سر اوس سے دے اور اوپر سے اوتر سر بہ صحرا نکل گیا" (ص ۲۳۹)

حقیقتاً یہ بنارس یا پورب کی معاصر زبان کا مخصوص پیرایۂ اظہار ہے اور یہ ایسی خصوصیت ہے جس کی شمالی ہند کے ہم زمانہ شعرا کے یہاں کوئی مثال نہیں ملتی۔ اس دعوے کی تائید میں ۱۱۸۳ھ / ۷۰ - ۱۷۶۹ء میں بنارس میں لکھے گئے "روضۃ الشہدا" کے ایک منظوم خلاصے سے یہ اشعار پیش کیے جاتے ہیں :۔

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

عجب ایسونیہ نے کام یہ کی — سبق شیطان کے سیکھیں اس نے دی

بچوں نے العطش کر کے پکارے — حرم سب پیاس سینی آہ مارے

گریباں اس کے عم نے تب پکڑ کر — کشاکش لایا اس کو پیشِ حیدر

پس حر نے روسوے شبیر لایا — بہ آوازِ حزیں شہ کوں پکارا

پہلے شعر کے مصرعِ اول میں فعل مؤنث "کی" لفظ "کام" کی تانیث پر دلالت نہیں کرتا بلکہ فعل کی جنس کی مفعول کی بجائے فاعل کے ساتھ مطابقت کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ "کربل کتھا" میں اِس پیرایۂ بیان کی مثالیں بہ کثرت موجود ہیں اور یہ دکن کا اثر نہیں بلکہ بنارس یا پورب کی زبان کے قاعدۂ عام کی تقلید کے نتائج ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اسے بھوج پوری کے اثر یا اس کے مہذب طریقہ استعمال سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اس کی زیادہ واضح صورتیں "لیا"، "دیا" اور "کیا" جیسے افعال کے مؤنث صیغوں کی شکل میں سامنے آتی ہیں۔ عام طور پر یہ صیغے علامتِ مذکر الف کو حذف کر کے بنا لیے جاتے ہیں لیکن فضلی نے "چلا"، "اٹھا" اور "سنا" وغیرہ کے مونث صیغوں کی طرح ان افعال کے مونث صیغے بھی "الف" کو "ی" سے بدل کر بنائے ہیں۔ اس قسم کی مثالیں نثر اور نظم دونوں میں موجود ہیں۔ یہاں حصۂ نظم سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں تاکہ متذکرہ الفاظ کی مخصوص ہیئت یا تلفظ پر کوئی شبہ نہ کیا جا سکے:۔

فاطمہ اس بچے لیے ہر صبح (ص ۶۶) ہاتھ اٹھا کر کیی تھی ہائے دعا

چھوڑ کر آب و خورش غم کوں کیی اپنی غذا (۷۱) خواب و آرام کو تج، رونے میں سکھ بوجھی تم

قضا نے بھیجا مجھے اب پیامِ بیوہ گری (۱۹۶) اجل کیی مرا خانہ خراب، وا ویلا!

کہی ہائے زینب مجھے بھائی سے سب (۲۲۶) نہ کہنے دیی اپنی بیتی کہانی

پھر ایسی چیخ دیی جان وہ زری سی یتیم (۲۸۳) کہ گونجا پیرِ فلک تب سے کر کہا تا ہے

"روضۃ الشہدا" کے متذکرۂ بالا خلاصۂ منظوم میں بھی زیرِ بحث افعال کے مونث

Channel eGangotri Urdu

صیغوں کی یہی صورت عام ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:
CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

صحابوں نے کیی الحاح و زاری — پیمبر کوں ہے تب سے بے قراری
کیی ہر چند حضرت نے نصیحت — عذابِ آخرت سے دیی عبرت
لیی قطامہ نے کھینچ اس کی شمشیر — کہ تا جلدی ستی آوے، نہ ہو دیر

ایک اور اہم مسئلہ جس سے "کربل کتھا" کے مرتبین اور بعض دوسرے حضرات نے بحث کی ہے، بعض الفاظ کی تذکیر و تانیث کا ہے۔ متنازعہ فیہ الفاظ سے قطعِ نظر فضلی نے ایسے متعدد الفاظ کو مذکر استعمال کیا ہے جن کی تانیث میں کوئی اختلاف نہیں۔ اِس ضمن میں اشاعتِ ثانی کے مرتبین نے جو مثالیں پیش کی ہیں، ڈاکٹر جین صاحب کے بہ قول ان میں سے کم از کم دو کی تاویل اِس طرح کی جا سکتی ہے کہ ان میں فعلِ مذکر ان الفاظ کی رعایت سے استعمال نہیں ہوا بلکہ دکنی کے قاعدے کے مطابق فعل کی جنس فاعل کے مطابق رکھی گئی ہے۔ یہ دو جملے درجِ ذیل ہیں:-

(۱) قبول کیا اور قتلِ علی پر کمر باندھا۔ (ص ۸۲)

(۲) قبول کیا اور سوگند کھایا۔ (ص ۱۱۱)

ڈاکٹر صاحب کی رائے اپنی جگہ درست ہو سکتی ہے لیکن اسے محض اتفاق نہیں کہا جا سکتا کہ "روضۃ الشہدا" کے خلاصۂ منظوم میں بھی یہ دونوں لفظ بہ طورِ مذکر ہی استعمال ہوئے ہیں۔ مثالیں درجِ ذیل ہیں:-

سنی الیسونیہ نے نام زر کا — غلیظ اس نے وہیں سوگند کھایا
سن ابراہیم نے سوگند کھایا — کہ اے بھائی ہم نے بھی یہ خواب دیکھا
شہیدِ کربلا نے جب یہ دیکھا — بہ لاچاری بہ جنگ آ کمر باندھا
بہ قتلِ شاہ اس نے کمر باندھا — کہا مجھ پر گماں کب کوئی کرے گا

حقیقت یہ ہے کہ اہلِ پورب الفاظ کی تذکیر و تانیث کے معاملے میں خود کو اہلِ زبان

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust
کے تتبع سے قطعاً آزاد تصور کرتے ہیں۔ مرزا غالب نے اپنے ایک بنارسی شاگرد مرزا یوسف علی خاں عزیز کو ایک خط میں لکھا تھا۔ "پورب کے ملک میں جہاں تک چلے جاؤ گے، تذکیر و تانیث کا جھگڑا بہت پاؤ گے"۔ یہ کیفیت صرف غالب کے دور کے ساتھ مخصوص نہیں تھی۔ آج بھی بنارس اور اُس کے قرب وجوار میں عام طور پر کتاب، بات، گفتگو، نماز، دوا اور چائے جیسے الفاظ کو جن کی تانیث میں کوئی اختلاف نہیں، مذکر بولا جاتا ہے اور بازار، باغ، گناہ، مزار درد اور ڈر جیسے مسلمہ طور پر مذکر بولے جانے والے الفاظ روزمرہ گفتگو میں بہ طورِ مؤنث استعمال کیے جاتے ہیں۔ "کربل کتھا" میں تذکیر و تانیث کے خلفشار کی جو صورت نظر آتی ہے وہ در اصل انھی پوربی اثرات کا نتیجہ ہے۔ سطورِ ذیل میں چند ایسی مثالیں پیش کی جاتی ہیں جن میں خط کشیدہ الفاظ کی جنسی حیثیت کے علاوہ ان کی بندش کا انداز اور جملے کی مجموعی ساخت سے ابھرنے والا صوتی آہنگ بھی مصنف کے پوربی الاصل ہونے پر دلالت کرتا ہے:۔

(۱) "جس ایام میں کہ مسودہ اس نسخۂ متبرکہ کا تصنیف ہوا، مصنف یہ تاریخِ سنہ ہجریہ نبویہ حاصل کیا"۔ (ص ۴۲)

(۲) ع چاہا تاریخ اس کی، بولا سروش (ص ۴۲)

(۳) "بہ کمیت وکیفیتِ مضامین .... استعاراتِ رنگین اصلاح دیا"۔ (ص ۴۲)

(۴) "جو کوئی حسینِ مظلوم پر رویا، حضرت فاطمہ علیہا السّلام سے نیکی کیا"۔ (ص ۵۲)

(۵) ہم جانے کہ وحی نازل ہوا، فرمائے کہ وحی نہ ہوا تھا۔ (ص ۹۲)

پوربی لہجے کا ایک اور نشانِ امتیاز اس کی غنیت اور ہکاریت ہے۔ یہاں آج بھی بڑھیا، چاول، گھاس اور پھوس کو عمومیت کے ساتھ بڑھیاں، چانول، گھانس اور پھونس بولا اور "سوچنا" کو "سونچنا" لکھا جاتا ہے۔ اسی طرح عوام کی گفتگو میں "کل" اور "کل ہی" کی بجائے "کلھ" اور "کلھئیں" کا استعمال بہت عام ہے۔ فضلی کے زمانے کی جو دو تحریریں

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

اس وقت پیشِ نظر ہیں، ان میں سے "مثنوی ہدایت در تعریف بنارس" میں مصرعوں کے درمیان "سے" کے ساتھ ساتھ "سیں" کے استعمال اور "سب" کو "سبھہ" لکھنے کی مثالیں موجود ہیں۔ "روضۃ الشہدا" کے خلاصۂ منظوم میں "کل" اور "ان" کو کہیں اُن کے معروف املا کے مطابق "کل" اور "اِن" اور کہیں "کلھ" اور "انھہ" لکھا گیا ہے۔ لفظ "سے" کی بھی یہی کیفیت ہے۔ ضرورتِ قافیہ سے قطعِ نظر یہ عمومی طور پر بھی "سے" اور "سیں" دونوں صورتوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس کے پہلو بہ پہلو "سوں" اور "سیتی" کے استعمال کی مثالیں بھی تقریباً ہر صفحے پر موجود ہیں۔ "تو" اور "کو" کو اس نسخے کا کاتب بالعموم "توں" اور "کوں" لکھتا ہے۔ ان عام اور کثیر الاستعمال الفاظ کے علاوہ "کوچ" اور "پیچھے" جیسے الفاظ کو بھی بہ اضافۂ نون یعنی "کونچ" اور "پیچھیں" کی شکل میں لکھا گیا ہے۔ تلفظ و املا کی یہ دونوں خصوصیات فضلی کی نثر و نظم میں بھی موجود ہیں۔ اگر بنارس یا اس کے قرب و جوار میں لکھے گئے اٹھارہویں صدی کے کچھ اور مخطوطات دستیاب ہو جائیں تو فضلی کی تحریروں میں پوربی اثرات کی مزید شہادتوں کی نشان دہی بعید از امکان نہیں۔

پیشِ نظر انتخاب کا ایک اہم مقصد طالب علموں کی نصابی ضرورت کی تکمیل ہے، اس لیے اس کی ترتیب میں چند امور کا بہ طورِ خاص لحاظ رکھا گیا ہے، جن کی تفصیل یہ ہے:

(۱) انتخاب میں صرف انھی حصوں کو شامل کیا گیا ہے جو فضلی کی نثر کے محاسن و معائب کی زیادہ بہتر طور پر نمائندگی کرتے ہیں۔

(۲) عربی کے وہ تمام جملے اور فقرے جن کی کمی سے تسلسلِ بیان میں کوئی فرق واقع نہیں ہوتا، حذف کر دیے گئے ہیں، لیکن جہاں ربطِ کلام کو قایم رکھنے یا بعض شخصیات کے احترام کی خاطر ان کا باقی رکھنا ضروری تھا، وہاں انھیں یا تو بجنسہٖ یا کسی قدر اختصار کے ساتھ برقرار رکھا گیا ہے۔

(۳) وہ تمام جملے اور فقرے جن میں ترجمے کی غلطی یا کاتب کی بے احتیاطی کی وجہ سے

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

کسی قسم کا ابہام یا اہمال پیدا ہو گیا ہے، اس طرح خارج کیے گئے ہیں کہ عبارت کے تسلسل اور معنویت میں کوئی فرق واقع نہ ہو۔

(۴) "کربل کتھا" میں نثر کے ساتھ ساتھ نظم کے نمونے بھی بہ کثرت موجود ہیں، لیکن چوں کہ یہ کتاب تاریخِ ادب میں اصلاً محمد شاہی عہد کی اردو نثر کے نمونے کی حیثیت سے اہمیت رکھتی ہے، اس لیے بہ نظرِ اختصار عام طور پر عبارات کے درمیان سے اشعار حذف کر دیے گئے ہیں۔

(۵) نسخۂ اشپر نگر میں عمومیت کے ساتھ اعراب بالحروف کا طریقہ اپنایا گیا ہے۔ اِس انتخاب میں اس طریقۂ املا کے مطابق لکھے ہوئے تمام الفاظ جدید املا کے مطابق لکھے گئے ہیں مثلاً اوس، اون، کوپی، پوڑی، سونا، چوبھے، کوتے، کونویں، دیکھانا، اور رن سینگی کو اُس، اُن، کُپّی، پُڑی، سننا، چبھے، کتے، کنویں، دکھانا اور رن سنگے بنا دیا گیا ہے

(۶) املا کا یہی طریقہ ان الفاظ کے سلسلے میں بھی اختیار کیا گیا ہے جن کو فی زمانہ بالکل مختلف طور پر لکھا جاتا ہے، مثلاً کہولنا، ہتہیار، وو نہیں، سامہنے، گیارنہ، بارنہ اور خواوند کو کھولنا، ہتھیار، ووں ہی، سامنے، گیارہ، بارہ اور خاوند لکھا گیا ہے۔

(۷) نسخۂ اشپر نگر میں بعض الفاظ کا املا بدیہی طور پر غلط ہے۔ اس انتخاب میں حتی الامکان ان کی تصحیح کی کوشش کی گئی ہے تاکہ قارئین کو صحیح متن فراہم کیا جاسکے۔ اس قسم کی لفظی اصلاحات کی چند مثالیں سطورِ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:۔

نمبر صفحہ و سطر اشاعت ثانی	متنِ نسخۂ مطبوعہ	تصحیح شدہ متن
۱۔ صفحہ ۲۳، سطر ۳	منسوب بہ منصبِ رسالت	منصوب بہ منصبِ رسالت
۲۔ صفحہ ۳۰، سطر ۱۰، ۱۱	مہرِ منور و بدرِ انوار	مہرِ منور و بدر انور
۳۔ صفحہ ۳۶، سطر ۲۰	اربابِ فطنت اور احبابِ مکنت	اربابِ فطنت اور اصحابِ مکنت
۴۔ صفحہ ۵۹، سطر ۱۰	ساعتِ عرفات	ساحتِ عرفات

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

۵۔ صفحہ ۶۲، سطر ۱ — نوویں محل — نودں محل

۶۔ صفحہ ۱۳۵، سطر ۱۳ — ارضِ بادیہ — ارضِ ماریہ

۷۔ صفحہ ۱۴۴، سطر ۱۷ — مردِ مردانہ اور بہادرِ یگانہ — مردِ فرزانہ اور بہادرِ یگانہ

اِس انتخاب کو حتی الوسع بہتر سے بہتر صورت میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاہم بعض غلطیوں یا خامیوں کا باقی رہ جانا بعید از امکان نہیں۔ امید ہے کہ اہلِ نظر ان کی جانب متوجہ فرمائیں گے تاکہ اگر اشاعتِ ثانی کی نوبت آئے تو اُن کا ازالہ کیا جا سکے۔ اِس کام کے سلسلے میں مجھے اپنے صدرِ شعبہ پروفیسر حکم چند نیرّ صاحب اور عزیز شاگرد اور رفیقِ کار ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی سے جو مدد ملی ہے اس کے لیے ان صاحبان کا شکرگزار ہوں۔

حنیف نقوی

ریڈر شعبۂ اردو، بنارس ہندو یونی ورسٹی

بنارس

جمعہ، ۲۵ مارچ ۱۹۸۳ء

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

دیباچہ

مخلوق کا سخن وہی اب بے زوال ہے
خالق کی حمد میں جو کہ وہ لایزال ہے

حمدِ بے غایت اور ثنائے بے نہایت شائستہ و سزاوار اُس کبریائے واجب الوجود کوں کہ بزرگی صفاتِ کمال اُس کی دَرکِ اَفہام سے مُبرّا ہے اَور لآلیِ حمد و جوہرِ ثنا تحفہ وار شایاں اُس بادشاہِ عالی بارگاہ کوں کہ کمال صفاتِ جلال اُس کی کا اِحاطۂ اَوہام سے مُعرّا۔ عقل عقلاؤں کی دَرک کرنے حقیقتِ ذات اور صفات اُس کی سی بیچ مَضیقِ عجز و قصور کے اور فہم بلغاؤں کے پاؤں نے بھیدِ بلاغت اور فصاحت اِعجازِ کلامِ مجید اُس کے سے بیچ مقامِ حَیرت و فتور کے۔ ذاتِ پاک اُس کی بیچ ہر جہت کے بہ حقیقت موجود ہے اور حقیقت ہر موجود کی بیچ پرتَو نورِ وجود اُس کے کے نابود۔

اَیسا خُداوند کہ وصّافِ زبانِ فصیح ہر چند بیچ اَوصاف مَیدانِ عزّت اُس کی کے جواہرِ الفاظ چُن کر بیچ رشتۂ بیان کے ایشچے، عاقبت بہ عجز مقر ہو اَور کشّافِ بیانِ صحیح جیتا کہ بیچ شرحِ اَصناف نہایت قُدرت اُس کی کے بڑھا کر عباراتِ سنجیدہ

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

اوپر پیشانیِ ظہور کے لاوے، بالآخر اپنی تقصیر پر مصر ہو۔

ایسا صبورِ بے ملال اور ایسا شکورِ بے زوال کہ عام ہیں عطیات اُس کے اور مسرّت بخش ہیں بلیّات اُس کے۔ ایسا عزیز کہ جس کے تئیں دوست رکھا، لشکر بلا کا اُس پر بھیجا اور جس کے تئیں محبوب جانا، شربت غم و عنا کا اُسے چکھایا۔ ایسا صانع کہ جب مشیّتِ بے علّت اُس کی نے بیچ تمشیّتِ امورِ ایجاد و تکوین کے تعلّق پکڑی، ہر فردِ انواعِ ممکنات کوں ساتھ خلعتِ لایق کے خصوصیت دے کر بدنِ نادرِ انسانی کوں بیچ خوب ترین صورت کے کتمِ عدم سے عالمِ وجود میں پہنچایا، اور تاجِ پُر زیورِ لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ سرِ پر معشرِ بشر کے رکھ کر خلعتِ با بہجت وَفَضَّلْنٰاہُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا اوپر قامتِ قابلیت اُن کے کے پہنایا۔

ایسا بادشاہ کہ جب لگ سلاطین بیچ درگاہِ جلال اُس کی کے از روئے تضرّع و زاری زبانِ حال ساتھ سوالِ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کے نہ کھولیں، فرمان فرمانروائی اُن کی کا ساتھ طغرائے غرّائے وَاللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَاءُ کے زینت نہ پاوے اور جب لگ خواقین بیچ میدانِ مملکتِ لایزال اُس کی کے پاؤں سکونتِ سلوکِ راہِ بندگی کا نہ رکھیں، آفتاب فتح و ظفر کا مطلع وَیَنْصُرُکَ اللّٰہُ نَصْرًا عَزِیْزًا کے سے اوپر نشانِ شوکت ان کی کے روشنی اپنی نہ چمکاوے۔

پھر جو سخن کہ نکلے ہے منھ سیتی، بے سخن
نعتِ رسول میں وہ سخن باکمال ہے

وہ پیغمبر کہ ذاتِ عالی شان اُس کی نشانِ رحمتِ عالمیاں کا ہے۔ مختوم بہ خاتمِ نبوّت۔ کلمۂ کریمۂ وَمَا اَرْسَلْنٰکَ شَاہِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا شاہد اِس مدّعا کا اور وہ عالی گوہر کہ وجودِ فائض الجود اُس کا مقصودِ ایجادِ عالمِ کُن فکان کا ہے، منصوب بہ منصبِ رسالت، مرویۂ صحیحۂ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ مؤیّد اِس دعویٰ کا۔ ایسا مقدّم کہ پیش از پیدائش

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

آسمان و زمین کے عَلَم ہدایت کا اور نشان عنایت کا پانچ صحنِ عالمِ قدس کے بلند کیا اور ایسا مکرّم کہ جب لگ اخترِ سعادت نور اُس کے نے اوپر اُس خاک کے کہ خمیر کی ہوئی یدِ قدرت کی تھی، پرتو نہ ڈالا ہمائے بلند پروازِ روحِ کثیر الفتوح نے اس منزلِ شریف کو نشیمن عزّت کا نہ کیا۔ ایسا پیغمبر کہ مُعجزات اُس کے تا قیامت ظاہر اور ایسا سرور کہ دینِ مُبین اُس کا تا یوم القیام دنیا پر دائر۔ ایسا بلند مقدار کہ شبِ معراج خطّۂ غبرا سے طارمِ خضرا پر پرواز کر جناحِ بخشش کا گوشہ نشینانِ میدانِ قدس پر پھن کیا اور ایسا شاہ سوار کہ پھر اُس منزلِ پاک سے عنانِ عزیمت پھیر بہ تربیتِ ساکنانِ مرکزِ دائرۂ خاک مشغول ہوا۔ ایسا راہ نوَرد کہ غبار نعلِ براق اس کے کا بہ اتفاق تاجِ مفارقِ اشرافِ عالمِ علوی اور ایسا جہاں گرد کہ گرد نعلینِ مبارک اس کے کی بہ تحقیق سُرمۂ دیدۂ بزرگانِ خاک دانِ سفلی، مُصطفائے مکّی، مُجتبائے مدنی، مُہتدائے قرشی، مُقتدائے ہاشمی، یعنی رسول اللہ، حبیب اللہ، مرجعِ خیرِ انام، شفیعِ یوم القیام، احمدِ مُجتبیٰ، محمدِ مُصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلّم

پھر جو سخن بہ منقبتِ شاہِ اَولیا
موزوں ہُوا، سو وہ سخن عالی خیال ہے

وہ شاہِ اَولیا کہ سر دفتر ہے مخلوقات کا اور شیرازہ صحیفۂ ممکنات کا، برادرِ محمدِ مصطفیٰ، خانہ زادِ خُدا، واقفِ مواقفِ ناسوت و ملکوت، عارفِ مَعارفِ لاہوت و جبروت، مظہرِ اَسرارِ ولایت و نبوّت کا، مصدرِ آثارِ فتوت و مروّت کا، خورشیدِ سپہرِ اِمامت کا، جمشیدِ سریرِ کرامت کا، دیباچہ مخزنِ رسالت کا، خاتمہ مصحفِ وصایت کا، قوت ناطقۂ فصاحت کا، زورِ سرپنجۂ شجاعت کا، روشنیِ اخترِ ایماں، عزّتِ پیشانیِ عرفاں، قاضیِ محکمۂ قضا و قدر، قاسمِ طوبیٰ و سقر، صاحب بھیدِ سیّد البشر، خاوندِ شمشیر دو سر، سر بلندِ خطابِ حیدرِ صف در، نام دار، رافعِ فجّار، دافعِ اشرار، قاتلِ کفّار، کرّارِ

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

غیر فرار، مُقتدا اور پیشوا جمیع مومنین و مومنات و مسلمین و مسلمات کا، ساقی روزِ عرصات کا، استادِ جبرئیل، ہم نامِ ربِّ جلیل، جاں نثارِ رسول، زوجِ بتول، شہ سوارِ دوشِ پیغمبر، کَنندۂ درِ خیبر، کشندۂ عمرو و عنتر، بابِ شبیّر و شبّر، سرورِ اتقیا، فریاد رسِ روزِ جزا، اَسَدُ اللہِ الغالِب، شگوفہ باغِ ابوطالب، افتخارُ الاوّلین والآخرین، امیرُ المومنین علی بن ابی طالب علیہ الصّلوٰۃ والسّلام۔

پھر منقبت بتول کی کہنی بہ صِدقِ دل
بے شک رضائے احمدؐ ہے اور ذو الجلال ہے

وہ خاتونِ جنّت کہ سَیّدۃُ النّساءِ العالمین ہے اور زوجۂ حضرت امیر المومنین ہے۔ بنتِ خاصِ رسولِ خدا، نورِ دو چشم خدیجۃ الکبریٰ، شفیعۂ روزِ جزا، حبیبۂ حبیبِ خدا، اُمُّ الکتاب قرآنِ جلالت و ہدایت کی، سورۂ مریم مصحفِ رسالت و نبوّت کی، مرآۃ انوارِ نامتناہی کی، صورتِ علمیۂ الٰہی کی، آبروے دریاے طہارت، شمعِ فانوسِ پردۂ عصمت، قوّتِ مُدرکۂ دستِ تقدیر، منبعِ چشمۂ آیۂ تطہیر، کدبانو کارخانۂ ایجاد کی، مُرشدہ طریقۂ صلاح و سداد کی، صالحۂ زماں، عفیفۂ جہاں، مخدومۂ جہاں، معصومۂ آخر الزّماں، دادخواہِ روزِ محشر، برہم کُنِ قضا و قدر، زوجۂ خیر الاُمّہ، اُمُّ الائمہ، فریاد رسِ محبّاں، درد کشیدۂ دو یتیماں، البتول العذرا، اعنیٰ فاطمۃ الزّہرا صلی اللہ علیہا وعلیٰ اَبیہا وعلیٰ بَعلِہا وبَنیہا۔

کہنے مناقبِ اَحَدَ عَشَرَ کوکباً
روحِ روانِ فضلیٰ کانت اشتغال ہے

وہ گیارہ اخترِ روشن کہ ہر ایک برجِ اسدِ امامت میں مانند مہرِ منیر کے ہے، اور روشنیِ مہرِ منوّر و بدرِ انور اُس پرتوِ پُر ضیا آگے مثالِ عُشرِ عَشیر کے، پس درودِ نامعدود سزاوار اِن یازدہ اخترِ سپہرِ رسالت کے کہ جن کے نورِ محبّت سے قنادیلِ دِل ہاے

Channel eGangotri Urdu

مُحبّاں روشنی بخش زمین و آسمان اور شعشعۂ خورشید محبت اُن کے سے صبحِ صادقِ
CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust
یقین و ایماں پیشانیٔ شیعیاں سے نمایاں، یعنی ائمۂ اطہار، وصی ہائے برحقِ احمدِ مختار، جگر گوشۂ حیدرِ کرّار، کُرسی نشیں بارگاہِ عزّت کے، بلند مرتبہ عرشِ رفعت کے، نفوس فلکِ اعتلا کے، عقول عالمِ کبریا کے، اسمائے حُسنیٰ ایزدِ متعال کے، دُرر بحرِ زخّارِ جلال کے، مقاماتِ عارفین، منازلِ صدق و یقین، سلکِ لعل سُرخ روئیِ شہادت، سلسلۃُ الذّہب پاکیِ طینت، گلستانِ رسالت کے ریحانِ زکی، بوستانِ امامت کے سروِ سہی، گوہرِ تاجِ ولایت و نبوّت کے، مصدر معراجِ فتوت و مروّت کے، ہادیانِ راہِ ہدایت، قاضیانِ صدرِ عدالت، صَلَوٰۃُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِمْ وَعَلٰی آبَائِہِمْ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن۔

تصنیف جو کرے کوئی کچھ جس کے دور میں
اُس کا بھی اُس میں نام لے آنا کمال ہے

گل دستۂ دُعا لائق و سزاوار اس بادشاہِ عالی بارگاہ کے اور دوحۂ ثنا پیش کش اُس خسروِ جم جاہ، خلائق پناہ کے کہ جس کے عدلِ دَوراں اور معدلتِ زماں میں یہ نسخۂ محمودہ تصنیف ہوا اور یہ رسالۂ مسعودہ تالیف۔ ایسا بادشاہِ سلطنت پناہ کہ زمامِ ایالت و سرفرازی اور عنانِ عدالت و بندہ نوازی بیچ ملکِ ہندوستان کے کفِ کفایت اور قبضۂ درایت اُس کے میں آئی اور طلیعۂ سپاہ اُس کے نے جس طرف منہ دِکھلایا، صبحِ اقبال مطلعِ امانی و آمال سے طالع ہو منہ دکھلائی اور جناحِ ہُما شوکت اُس کے نے جس ملک پر کہ سایہ کیا، آفتاب فتح و ظفر کا سپہرِ اقتدار سے لامع ہُوا۔ عدلِ کامل اُس کا کافی تمہیدِ مبانیِ دین و دَولت کا، دستِ بازِل اُس کا ضامن تشئیدِ قواعدِ ملک و ملّت کا، آفتابِ بے زوالِ سپہرِ جہاں بانی و جہاں داری، بدرِ کمالِ فلکِ کامرانی و کامگاری، مظہرِ اصنافِ الطافِ الٰہی، مقرّبِ بارگاہِ عالم پناہی، شائستۂ مسندِ

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

سُلطانی، زینتِ رُتبۂ گورگانی، شرفِ دودمانِ تیموریہ ابوالمظفّر والمنصور، شاہنشاہ سپہر بارگاہ، جم جاہ، سِکندر سپاہ، روشن اختر، ثریّا لشکر، دارا شوکت فریدوں فر، غُرّۂ ناصیۂ سرفرازی، محمّد شاہ بادشاہِ غازی اَدامَ اِقبالہُ و دَوامَ اِجلالہُ۔

مُشکیں رقم قلم کا یو توحید و نعت بعد
باعثِ کتاب کہنے کا رلکھنا خیال ہے

اوپر ضمیرِ مُنیرِ عارفانِ معارفِ سُخن سازی کے اور اوپر خاطرِ خطیرِ واقفانِ مواقفِ نکتہ پردازی کے پوشیدہ و پنہاں نہ رہے کہ ناظمِ اِن عقودِ شاہ وار کا اور راقم اِن حروفِ دُرر نثار کا بندۂ فقیر اور ذرّۂ حقیر، قلیل البضاعت، بے استطاعت، خادمِ خادمانِ حضرت اباعبداللہِ الحسین علیہ الصّلوٰۃ والسلام کا المسمّٰی بہ فضل علی و المتخلص بہ فضلیؔ کہ خوشہ چیں سب سُخن فہموں کے کھلیان کا ہے اور ریزہ خور سب سُخن سنجوں کے دسترخوان کا، ساتھ حسبِ مُناسبتِ ازلی کے بلکہ محض اِرادتِ لم یزلی سے اِبتدائے سِنِ رُشد اور تمیز سے تا اب لگ کہ سِنِ عزیز اُس کے نے حدودِ عشرین سے دو تین منزل تجاوز کیا ہے، ہمیشہ صحیح کرنے روایتوں آثارِ حضرت امام حسن علیہ السلام کی میں اور تفریح کرنے حکایتوں اَخبارِ حضرت امام حسین علیہ السلام کی میں مائل و راغب رہتا تھا اور رہتا ہے۔ بعد از واقف ہونے سب احوالِ شہادت مآلِ جگر گوشہ ہائے رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلّم کے سے اب ساتھ زبانِ نیاز اور لسانِ آغاز کے در خدمتِ برادرانِ ایمانی عرض کرتا ہے کہ اوپر رائے معنی آرائے اربابِ فطنت اور اصحابِ مُکنت کے مخفی و مُحتجب نہ رہے کہ سببِ تالیف اِس مجموعۂ محمودہ کا اور باعثِ تصنیف اِس نُسخۂ مسعودہ کا کہ ہر حرف اِس کا ایک گُل دستہ بوستانِ ولایت کا ہے اور ہر صفحہ اِس کا ایک گُلشن گُلستانِ اِمامت کا، ہر سطر نثر اِس کی شاہ راہ

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

وادیٔ ہدایت کی ہے اور ہر بیت نظم اِس کی بادشاہ سرِ شہادت کی، موسوم بہ کربل کتھا اِس سبب ہُوا کہ قبلۂ حقیقی اور کعبۂ تحقیقی میر انواب مُستطاب، معلّی القاب، شرافت مآب، نجابت نصاب، اعنی نواب بابا ام نواب شرف علی خاں سلّمہُ اللّٰہُ الملِکُ المنّان، غلامِ بے مقدار چہاردہ معصوم رہنما کا اور تعزیہ دار سیّد الشہدائے کربلا کا کہ حق تعالیٰ تصدّق سرِ ناحق بُریدۂ اِمام حُسینِ مظلوم کے اسے ایمان عطا کرے اور سایۂ بلند پایہ اُس غلامِ دوازدہ اِمام کا مجھ عاصیِ رہی کے سر پر سلامت رکھے۔ ہر سال تعزیہ حضرت ابا عبد اللّٰہ الحسین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا اندرونِ محل مخفی بہ موجبِ حدیثِ شریف التَّقِیَّۃُ دِیْنِی وَ دِیْنُ آبَائِیْ وَالتَّقِیَّۃُ جُنَّۃٌ بوجہِ احسن بجا لاتا تھا اور بندۂ حقیرِ پُر تقصیر حسبُ الارشاد اس قبلہ گاہ کے مُلخّص روضۃُ الشُّہَدا کا کہ سب نکتہ سنجانِ مناقبِ شاہِ لافتیٰ نے اور سب دقیقہ فہمانِ مصائبِ سید الشہدا نے واقعہ شہادتِ شاہِ کربلا کا اُس میں لکھا ہے، سناتا تھا لیکن معانی اُس کے نساء وعورات کی سمجھ میں نہ آتے تھے۔ اکثر اوقات بعد کتاب خوانی کے سب یہ مذکور کرتے کہ صد حیف و صد ہزار افسوس جو ہم کم نصیب عبارتِ فارسی نہیں سمجھتے اور رونے کے ثواب سے بے نصیب رہتے۔ ایسا کوئی صاحبِ شعور ہووے کہ کسی طرح مِنْ وعَنْ ہمیں سمجھاوے اور ہم بے سمجھوں کو سمجھا کر رُلاوے۔ مجھ احقر احقر کی خاطر میں گزرا کہ اگر ترجمہ اِس کتاب کا بہ رنگینیِ عبارت وحُسنِ استعارات ہندیِ قریبُ الفہمِ عامۂ مومنین و مومنات میں کیجیے، بڑا ثوابِ باصواب لیجیے، کیوں کہ اِس فائدۂ سبحانی سے اور اس مائدۂ ربّانی سے زن و مرد اور پیر و جوان، خواندہ و ناخواندہ اور خُرد و کلاں کو بہرۂ فاضل اور نصیبۂ کامل حاصل ہووے اور ہر ایک بے خبر اِس دَردِ پُر سوز اور اِس خبرِ غم اندوز کوں سُن کر اور سمجھ کر روئے۔ پھر دل میں یہ گزرا کہ ایسے کامِ کرام کوں عقل چاہیے کامل اور مدد کسی طرف کی ہووے شامل، کیوں کہ بے تائیدِ صمدی و بے مددِ جنابِ احمدی یہ مشکل صورت پذیر نہ ہووے اور گوہرِ مراد

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

معہذا پیش ازیں کوئی اس صنعت کا نہیں ہوا مخترع اور اب لگ ترجمۂ فارسی بہ عبارتِ ہندی نثر نہیں ہوئے مستمع۔ پس اس اندیشۂ عمیق میں سر بہ گریبانِ تفکّر ڈال دریائے اندوہ و تحیّر میں غوطہ کھایا اور بیابانِ تامّل اور تدبّر میں سرگشتہ ہوا لیکن راہ کعبۂ مقصود کی نہ پائی۔ ناگاہ نسیمِ عنایتِ الٰہی گلشنِ افکار پر اہتزاز میں آ، یہ بات آئینۂ خاطر میں منھ دکھلائی کہ یہ فکرِ عظیم بغیر امدادِ ارواحِ مقدّسِ حسنین علیہم السّلام حسب الخواہش محبّوں کے سرانجام نہ پاوے۔ جیوں ذکرِ حسنین علیہما السلام کی مدد کا ذہن نشین ہوا، ووں ہی دل کو تقویت ہوا، پھر خاطر میں گزرا کہ قادرِ حقیقی اور خالقِ تحقیقی نے ذاتِ انسانی کو ایسی قدرت کرامت کی ہے کہ جیسے کام پر طبیعت اور توجّہ کو مصروف رکھّے، البتّہ معطّل و موقوف نہ رہے اور انصرام کو پہنچے۔ ایک رات بعد کتاب خوانی اور سینہ زنی کے ایک فاتحہ مخفی اس کام بانظام لیے بھی پڑھا، ووں ہی برکت اور میمنتِ فاتحہ سے مجھ بے دل کے دل کوں ایک انشراح اور افتتاح ظاہر ہُوا۔ پھر ساتھ نظرِ تامّل اور تفکّر کے مطالعہ لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ اِلّا بِاِذْنِ اللّٰهِ کا کر سو گیا۔ عین اسی رات واقعہ میں دیکھتا ہوں کہ گویا ایک طرف بہ مع اخوانِ ذی شان و دوستانِ بہتر از جان سیر کو جاتا۔ مابین راہ کے ایک شخصِ اجنبی نے کہا کہ اوّل روضۂ مقدّسۂ حضراتِ حسنین علیہما السّلام کی زیارت کر جا، میں بہ خواہشِ اتم اور بہ خوشیِ اکم اس روضۂ مقدّسہ میں گیا۔ دیکھتا ہوں کہ عمارتِ باہدایت اس مکانِ نظیف کی بعینہٖ مانندِ عمارتِ حضرت قدم شریف ہے اور متّصل دیوار کے دو قبریں نہایت ملی ہوئی باہم جوں قافیہ و ردیف ہے۔ ایک بالشت بھر سرہانے کی طرف سبز ہے اور ایک اسی دستور سے سرخ۔ میں نے بہ ادبِ تمام اور بہ صدقِ تام فاتحہ پڑھ سرہانے کی طرف بیٹھ مناقب شروع کیا۔ جوں مجھے وہ معراجِ بلند حاصل ہُوا، ووں ہی میرے فلکِ چشماں سے رونا نازل ہُوا۔ یکایک اُن مرقدوں سے دو دستے

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust
نرگس کے نہایت تر و تازہ نکلے۔ لیکن میں مناقب وون ہی پڑھتا رہا اور روتا رہا کہ دو دستے اور نکلے۔ تب میں نے یہ دعا مانگی کہ یا امامین علیہما السلام ایک دستہ اور عنایت ہووے کہ میرا صدقِ دل مجھ پر ثابت ہووے کیوں کہ مَیں پنج تن کا خادِم ہوں۔ معاً مانگنے اِس دعا کے ایک دَستہ اور تر و تازہ نکلا۔

حاصلُ الاَمر میں تا شام اُسی درگاہِ مَلک بارگاہ میں رہا اور دل میں کہا اے فضلی! تو ایسی جنابِ مُستطاب اور ملجا و مآبِ عالَم و عالمیان سے کہاں جاتا ہے اَور پھر اپنے تئیں چاہِ دنیا میں پھنساتا ہے۔ یہیں رہ اور مت جا۔ اِس قصد کو مُصمّم کر وہیں رہا۔ یکایک بہ عنایتِ ایزدی و بہ ہدایتِ صمدی ایک جوان ریش و بروت آغاز اُن ہی قبروں سے نکلا ایک عبا کہ رنگ اُس کا مجھے یاد نہیں، اوڑھے ہوئے۔ مجھے خبر نہ تھی کہ وہاں کے خادموں نے کہا، اے فضلی! دوڑ کہ حضرت امام حُسین علیہ السّلام بیٹھے ہیں۔ میں یہ سنتے ہی بہ شادیِ تمام دست و پا گُم کر دوڑا۔ دیکھا اُس جمالِ جہاں آرا کوں کہ مانند مہرِ مُنوّر اور ماہِ انور کے بُرجِ روضۂ مقدسہ کو روشن کیے ہوئے بیٹھے روتے ہیں اور گوہرِ غلطانِ اشک صدفِ رُخسارِ آب دار پر بہتے ہیں۔ مَیں دیکھتے ہی اُس جمالِ باکمال کوں تصدّق ہو، قدموں پر گر گریہ التماس کیا کہ یا حضرت! حق تعالیٰ نے میری یہ مُراد دی جو پیشانی اِن قدمانِ مُبارک پر مَلی، لیکن باعث رونے کا کیا اَور مجھ سے نہ بولنے کا کیا؟ یہ کہتا تھا اور تصدّق ہو آنکھیں اپنی مبارک تلووں میں مَلتا تھا کہ یک مرتبہ ایک شخص میرے ہی ساتھ کا آ کہا، بھائی اور آشنا تمھارے سب سوار ہو گئے اور تم اب لگ یہیں بیٹھے رہے، بلکہ تمھاری سواری کا گھوڑا بھی گیا۔ جوں میں نے سُنا کہ گھوڑا گیا خوش ہو اُسے جواب دیا کہ بھلا ہوا گیا لیکن میں تو یہاں سے گیا ہوں نہ جاؤں گا، غلامی اِس جناب کی قبول کی، یہیں کماؤں گا۔ تب آپ زبانِ اعجاز بیاں سے فرمائے، اب تو توں جا، پھر آئیو۔ میں نے بہانہ کیا کہ یا حضرت! اب تو سواری میری کا گھوڑا بھی گیا اَور میں تو یہ قدم چھوڑ نہ جاؤں گا۔ پھر زبانِ مُبارک

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

سے ارشاد کیا کہ باہر ایک پالکی سبز دھری ہے۔ اس پر سوار ہو کر جا۔ پھر عدول حکم نہ کر سکا اور عرض کیا کہ یا حضرت! اگر پھر آؤں تو تحفہ شہر سے واسطے نیاز کے کیا لاؤں؟ حکم ہوا: کہ ایک روپیہ اور ایک کپڑا جھالردار اور ایک کُپّی تیل کی اور ایک پُڑی مِسّی کی۔ تصدّق ہو، آداب رخصت بجالا، باہر گیا اور اُسی پالکی پر سوار ہو چلا۔ ووں ہی آنکھ میری کھل گئی۔ دیکھتا ہوں کہ وقت نماز ہے۔ اُٹھ کر بعد ادائے فرض کے دو رکعت شکر اِس مَوہبتِ عظمیٰ کا بجا لاکھا؛ اے فضلی! اِشارت ہے یہ اشاراتِ غیبی سے اور بشارت ہے بشاراتِ لاریبی سے۔ چاہیے کہ خاطرِ فاطر اپنی کوں من کُلّ الوجوہ سب امورِ دنیوی سے مہجور کر کے بیچ حاصل کرنے اس دولتِ اُخروی و سعادتِ سرمدی و عبادتِ ابدی کے بہ دل و جاں مشغول ہووے اور حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ الصّلوٰۃ والسلام آگے مقبول۔

اوپر ضمیرِ اَربابِ فضل اور اصحابِ دانش کے مُبیّن اور مُبرہن ہو جیو کہ یہ گوہرِ گراں بہائے ذکرِ خواب کہ بہ تائیدِ رحمتِ الٰہی صدفِ اُمید سے سِلکِ عبارت میں مُنسلک ہوا، مبرّا از کذب و خلاف ہے و مع ہٰذا تہمت بر جنابِ حضرت اباعبداللہ الحسین علیہ الصّلوٰۃ والسّلام باعثِ کُفرِ بے خلاف۔ اگرچہ مجھ سا نالائق روسیاہ اُس مظہرِ سُبحانی کے دیدارِ مَطلعِ اَنوار دیکھنے کی لیاقت کہاں رکھتا تھا لیکن اُس فضلِ خاص اور فیضِ عام سے کیا بعید۔ آفتابِ تاباں نے ذرّۂ بے مقدار کوں اِس معراجِ بلند سے سرافراز کیا اور شاہِ شاہاں نے اِس گدائے بے رتبہ کوں اس رتبۂ علیہ حضور میں باریاب کر امتیاز دیا۔

امّا یہ مجموعۂ محمودہ اور یہ رسالۂ مسعودہ مشتمل ہے اوپر ایک مقدمے اور بارہ مجلس اور ایک خاتمے کے۔

تاریخ کی بھی قید کہ کس سنِ ہجری میں
تصنیف یہ کتاب ہوئی، بے مثال ہے

جن ایّام میں کہ مسودہ اِس نسخۂ متبرکہ کا تصنیف ہوا۔ مصنّف نے یہ تاریخ

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

سنہ ہجریہ بخوبیہ حاصل کیا۔

یہ جو نسخہ ہُوا ہے اب تصنیف — بہرِ کسبِ ثواب و فیضِ بشر
چاہا تاریخ اِس کی، بولا سروش — شیعیوں کی نجات کا مظہر

۱۱۴۵ھ

اور اب کہ نظرِ ثانی کر بہ کمّیت و کیفیّتِ مضامین و تہ بندیِ اصطلاحات و استعاراتِ رنگیں اصلاح دیا، اِس تاریخ نے صفحۂ دِل پر جلوہ کیا۔

ہر کس از من کُند بہ نیکی یاد — بہ جہاں نامش ہم بہ نیکی باد

۱۱۶۱ھ

طرفہ یہ کہ تمام بَیت میں مُدّعاے تاریخ نِکلا اور اِسی مضمونِ تاریخ کا پھر برادرانِ ایمانی سے مُلتمِس ہُوا یعنی کہ ناظران و قاریان و سامعان اِس رسالہ سے یہ اُمید ہے کہ اِس ناقصُ العقل، عَدیمُ الاستطاعت نے جو کچھ قلمِ مُشکیں رقم سے تحریر کیا ہے، توقع ہے کہ بہ دیدۂ عیب جوئی و سُخن چینی نظر نہ کریں اور بیچ حیات و ممات کے اِس تبہ روزگار کوں بہ دُعاے خیر اعانت فرماویں۔

خالق کے آگے کرنی مناجات و عجز اب
فضلیؔ غریبُ عاصی کا ہر دم خیال ہے

الٰہی! مجھ سا کم ترینِ مخلوقات تیرا کوئی نہیں اور تیرے درِ پُر اُمّید سوا میری جا نہیں کہیں۔ وابستہ تیرے لُطف کی مجھ مُشتِ خاک ہے اور یہ خاکِ ناپاک تیرے زُلالِ رحمت سے پاک ہے۔ پردہ پوش مجھ معیوب کا توں ہے، ورنہ یہ نفسِ امّارہ میرا زبوں ہے۔ شکر تیرے عطیّات کا کیوں کر بجالاؤں اور اگر مو مو میرا زبان ہووے، تجھ شکر کا عُہدہ برآنہ ہوں۔ اگر ایک شمّہ تیرا شکر کروں تو ہزار شکر اُس شکر پر لازم آوے اور اگر تیرے شکر کو ایک دم نہ کروں، تو ہزار بار دل نادم ہووے۔ خاک سے اُٹھا تخت پر

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

توں نے بٹھایا، ظلماتِ عدم سے نکال راہِ نجاتِ بقا توں نے دِکھلایا۔ الحمدللہ کہ امّتِ محمدی میں سرافراز کیا اور محبّتِ مرتضوی میں مجھے امتیاز دیا۔ پس اے خالق! اس پیدا کرنے کی تجھے لاج، اور اپنے سوا مجھ بے پناہ کوں نہ کر کسو کا محتاج۔ آب مجھ گوہرِ آبرو کی اپنے ہاتھ رکھ اور خوف اپنا مُدام مجھ دلِ گُم راہ کے ساتھ رکھ۔ نعمتیں کونین کی مجھ بےکسی پر ارزانی کر، اور اِس ششش جہت بساط میں رُخ و فرزینِ بلیّات سے نہ کر ششدر۔ نظرِ رحمت اپنی مجھ سے نہ اُٹھا اور بحرِ فیض اپنے سے گوہرِ ایمان کر عطا۔ توفیق طاعات اپنی کی مجھے عطا کر اور مجھ دلِ بے مہر کوں محبت سے آشنا کر۔ دردہائے دل میرے کوں اپنے دارالشفا سے دوا دے اور سفینۂ حاجات میرے کوں بحرِ نااُمیدی سے بہ ساحلِ آرزو لگا دے۔ حرص و ہَوائے نامشروع مجھ دلِ ناپاک سے دور کر اور اپنے احسانِ مالامال سے مجھے مشکور کر۔

اِس کلام کوں جنابِ مظلومیت مآب حُسین علیہ السّلام کی میں مقبولیت بخش اور اِس محنت و مشقتِ پُر محبت میری سے مجھ کوں مسرّت بخش۔ یا رازق العباد! مجھ رزق میں برکت دے اور اپنی درگاہ سے بے زحمت و بے محنت دے۔ مال میں فلاح اور اولاد میں صلاح عطا کر اور اِن کے شرّ و بلیّات مجھ پر نہ روا کر۔ مشکلاتِ دارین میری آسان کر اور بہ ہر حال مجھ پر بارِ احسان کر جو اِس پنج روزہ حیاتِ مُستعار پر نہ ہوں مغرور اور تجھ درگاہ میں سدا میری عاجزی رہے منظور۔ خاتمہ بالخیر مجھ عاصی کا کر اور کامل ایمان مجھ مقاصی کا کر۔ نامۂ اعمال میرے کوں فضلِ بے پایاں اپنے سے سفید رکھ اور مجھے آتشِ دوزخ سے بہ واسطۂ قاسمِ نار و نعیم نا امید رکھ۔ ہدیۂ رحمتِ خاص مجھ پر دوام کر اور عطیۂ جنّتِ بریں مجھ پر عام کر۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

مقدّمہ

ہیں اِس مقدّمے میں احادیث رونے کی
اُن پر عمل کرے جو ، سو بے شک نہال ہے

مقدمہ بیچ بیان رونے اور رُلانے مصیبت ہائے پُربلا اور محنت ہائے پُرعنائے اہلِ بیتِ رسالت پر کہ ترغیب و تحریصِ بُکا اُن کے مصائبوں پر باعثِ ثوابِ جمیل و اجرِ جزیل ہے کیوں کہ مصائب اُن کے سب مقرّبانِ درگاہِ احدیّت کے مصائبوں سے بالاتر ہیں اور شریک اُن کی مصیبتوں کے ملائکۂ مقربین اور انبیائے مُرسلین ، ساکنانِ اَرض و سَما و جانورانِ ہَوا ماہیانِ دَریا اور وحشیانِ صحرا اور تمام جِنّ و بشر ہیں۔ پس رونا اُن کی مصیبتوں پر اعظمِ طاعات اور بلندیِ درجات ہے ، موجبِ تقوِیتِ ایماں اور دافعِ گنہِ عاصیاں ۔

بہ سندِ معتبر حضرت اِمام رضا علیہ السّلام سے منقول ہے کہ روئے حسینِ مظلوم لیے ساتوں آسمان و زمین اور مکان و مکین اور اُس کی نُصرت لیے آئے چار ہزار فرشتے لیکن وہ جناب شہید ہو چکا تھا پس اُس روز سے مُدام وہ فرشتے اُس قبرِ منوّر پر ژولیدہ مُو اور گرد آلودہ رو رو تے ہیں۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

حضرت اِمام جعفرِ صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میرے جدِ بزرگوار حسین لیے چالیس صباح آسمان لہو زمین پر رویا اور چالیس صباح آفتاب بہ سیاہی رویا اور چالیس دن رات مہر و ماہ گہنائے ہوئے رہے اور پہاڑ پارہ پارہ ہو لرزے میں پڑے اور دریا جوش و خروش میں آئے اور جمیع ملائکہ چالیس دن روئے اور عوراتِ بنی ہاشم مدّت لگ سُرمہ نہ دیے اور شانہ نہ کیے اور جانورانِ ہوا اور وحشیانِ صحرا آب و دانہ چھوڑ دیے اور جنّات تمام مرثیہ کہہ کر روئے۔

ایک دن حضرت آدم علیٰ نبیناو علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا گزر صحرائے کربلا پر ہُوا۔ پائے مبارک میں ایسی ٹھوکر لگی کہ لہو جاری ہُوا اور ایسا درد پہنچا کہ اندھیرا آنکھوں میں طاری ہُوا۔ حضرت ابوالبشرؑ نے بے تاب ہو کہا؛ یاالٰہی! مُجھ سے کیا واقع ہوئی خطا؟ خطابِ الٰہی ہُوا کہ آدم! یہ دشتِ کربلا ہے۔ یہاں سبطِ محمد مصطفیٰ یعنی حُسینِ مظلوم کا لہو گرے گا۔ تجھے بھی اس درد کا شریک کیا ہم نے۔ تب حضرتِ آدم اپنا درد بھول مُصیبتِ حُسین پر زار زار روئے۔

روایت ہے کہ جب کشتی حضرتِ نوح علیٰ نبیناو علیہ الصلوٰۃ والسلام تلاطُمِ اَمواجِ طوفاں سے زیر و زبر ہونے لگی، حضرتِ نوحؑ نے کہا؛ یاالٰہی! وعدہ تیرا برحق ہے، اَمّا نہ جانوں مجھ سے کیا خطا واقع ہوئی؟ خطابِ الٰہی ہُوا کہ اے نوح! وعدہ ہمارا برحق ہے اور توں مُبرّا ہے گُناہ سے لیکن اِس دم جہاں کشتی تیری تلاطُم میں ہے، یہ دشتِ کربلا ہے کہ یہاں کشتیِ سبطِ محمد مصطفیٰؐ یعنی حُسینِ مظلوم کی کشتیِ حیات تباہی ہووے۔ تجھے بھی اُس درد کا شریک کیا ہم نے۔ پس حضرت نوحؑ مصیبتِ حُسین پر زار زار روئے۔

آہ حضرت یعقوب کے بارہ فرزند تھے۔ ایک یوسف جُدا ہوا تھا۔ روتے روتے آنکھیں مُبارک نابینا ہوئیں، لیکن حُسینِ مظلوم کی آنکھوں آگے علی اکبر سا نوجوان اور علی

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

اصغر سا تشنہ دہان تا سیم سا برادران کو برادرانِ ذی شان ہفدہ نفر ذبح ہوئے ۱۷

صبر کیا اور دم نہ مارا اور آپ بھی اپنا سر بہ تسلیم و رضا دیا۔

اگر جمیع پیمبرین کا بیان کروں تو یہ کتاب گنجائش اِس کی نہیں رکھتی اور نہایت طولانی ہوتی۔ پس اے عزیزاں! از حضرتِ آدم تا حضرتِ عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر غمِ حُسین میں تا یوم القیام شریک ہیں۔ زنہار کہ تم آبِ دیدہ کوں اِس غم پر دریغ نہ رکھیو اور اپنے دلِ تندرست پر گھاؤ اِس غمِ بھاری کے لگا مرہم اشک ان زخموں پر رکھیو۔

اے محبّان و اے موالیانِ حُسین! اے دوستان و اے شیعیانِ حُسین! دانہ اشک کا اِس خاکِ زندگی میں بولو کہ ایک روز درو کر کھلیان کرو گے اور نفعِ عظیم پاؤ گے۔ جو روئے حُسین اوپر اور رُلاوے، اُس کی جزا یہ ہے کہ اُس پر بلا شک بہشت واجب ہے۔

اِبنِ بابویہ بہ سندِ مُعتبر حضرت اِمام رضا علیہ السّلام سے روایت کرے ہے کہ جو کوئی ہماری مصیبتیں یاد کر کے روِوے یا رُلاوے، نہ روویں آنکھیں اُس کی جس دن کہ سب کی آنکھیں روتی ہوویں اور جو کوئی بیٹھے اُس مجلس میں کہ جس میں احوال ہمارے اور مناقب اور احادیث ہماری بیان کرتے ہوئیں، نہ مرے دل اُس کا کہ جس دن کہ سب کے دِل ڈر سے موئے ہوویں۔

مُلّاں محمد باقر مجلسی بہ سندہائے قوی ابنِ قولویہ سے کہ وہ بہ سندِ مُعتبر زرارہ سے روایت کرے ہے کہ حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام فرمائے کہ زرارہ! کوئی آنکھ خُدا کے آگے محبوب تر نہیں اُس آنکھ سے کہ حضرت امام حُسین علیہ السّلام پر روئے، اور کوئی رونا خدا کے آگے پسندیدہ تر نہیں اُس رونے سے کہ حضرت اِمام حُسین علیہ السّلام کے غم پر دھارِ اشک رُخسار پر بہی آئے۔ اے زرارہ! جو کوئی کہ حُسینِ مظلوم پر رویا،

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust
بحضرت فاطمہ علیہا السّلام سے نیکی کیا اور احسان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم پر رکّھا اور حق ہم اہلِ بیت کا ادا کیا۔ بیچ قیامت کے وہ بندے محشور ہوویں ہنستے ہوئے جس وقت کہ خلایق کھڑے ہوویں ترس و بیم سے روتے ہوئے۔ حق تعالیٰ کی طرف سے بشارتِ بخشش اُن کو پہنچے اور اثر خوشی و شادی کا اُن سے ظاہر ہووے۔ سب خلق کوں مقامِ حساب میں لے جاویں اور اُن کو ایمن عرش تلے حضرت اِمام حُسین علیہ السلام پاس بٹھلاویں۔ ملائک اُن کو تکلیف بہشت کی کریں اور وہ قبول نہ کر، کہیں، ہم مُصاحبت و مجالستِ حسین کوں بہشت سے نہیں بیچتے اور صورت و مُصاحبت ہمارے حسین کی ہمیں بہتر ہے بہشت سے اور حور و غلمان سے۔ فرشتے کہیں کہ بہشت و حور و غلماں نے تمھیں پیغام بھیجا ہے کہ ہمیں شوق تمھاری مُلاقات کا بے انتہا ہے۔ وہ کمالِ شادی و مسرّت سے اور حضرت کے حضور مجالست سے سَر نہ اُٹھاویں کہ پَیغامِ بہشت و حور و غلماں سُنیں۔ پھر مَلائک اُن کی عَورات سے اور خزینہ دارِ بہشت سے پیغام اُن کے لیے لاویں اور اُن کے آگے تعریف اُن نعمتوں کی کہ حق تعالےٰ نے بہشت میں جو کچھ اُن لیے مہیّا کی ہیں، کریں۔ وہ جواب دیویں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آویں گے، پر حضرت حُسین علیہ السّلام کی خدمت سے نہ اُٹھیں۔ تب فرشتے جواب اُن کے حور و غِلمان و خَازنانِ بہشت کوں پہنچاویں کہ حضرت امام حُسین علیہ السّلام کی خدمت میں بیٹھے ہیں اور یہ جواب دیتے ہیں۔ شوق حور و غلماں کا اور بہشت جاوداں کا دوچنداں ہووے اور وہ حضرت کی ہم نشینی سے کہیں کہ حمد و سپاس اُس خداوند کوں کہ جن نے اِس روز کے ہَول سے ہمیں نجات دی۔ پھر گھوڑے اور ناقۂ بہشت بہ زینت اُن کے لیے آویں اور وہ اُن پر سوار ہو مشغولِ حمد و ثنائے الٰہی اور صلواتِ حضرت رسالت پناہی ہوویں تاکہ داخلِ بہشت ہو اپنی اپنی منازل اور مکانوں میں اُتریں۔

علی بن ابراہیم و ابنِ بابویہ اور سیّد ابن طاؤس رحمہم اللہ علیہم بہ سند صحیح

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جس مومن کی آنکھ سے قطرہ آنسو کا نکلے اور منہ پر جاری ہووے، حق تعالیٰ واسطے اُس کے بہشت میں غرفے کرامت کے مُہیّا کرے اور جس مومن کی آنکھ سے آنسو باہر آوے اور ذرا بھی اُس کے منہ پر بہے، واسطے اُس آزار کے کہ ہمارے دشمنوں سے ہم پر پہنچا ہے، حق تعالیٰ بہشت میں مکانِ نیک اُس لیے برپا کرے اور جس مومن کوں کہ آزار پہنچے ہماری ولایت و محبّت سے اور اُس آزار کے درد سے آنسو اُس کے منہ پر جاری ہوویں، حق تعالیٰ اُسے ایمن رکھے ہر آزارِ قیامت سے اور غضب اپنے سے اور آتشِ دوزخ سے۔

حمیری بہ سندِ صحیح روایت کرے ہے کہ حضرت امام جعفرِ صادق علیہ السلام نے فضل بن یسار سے پوچھا کہ آیا تم شیعی مجلس میں جو اِکھٹے بیٹھتے ہو، ہمارا بھی ذکر کرتے ہو یا نہ؟ کہا اُن نے فدا اور بلا گرداں ہوں میں، یہی مذکور کرتے ہیں۔ تب حضرت نے فرمایا کہ مَیں اُس مجلس کوں دوست رکھتا ہوں، پس قائم رکھو حکم ہماروں کو۔ اے فضل! خدا رحمت کرے گا اُس کوں جو حدیثیں ہماری ذکر کرے اور حکم ہمارے اور دین ہمارے کوں قائم رکھے۔ اے فضل! جو کوئی ہمیں یاد کرے یا اُس کے رُو بہ رُو ہمارا ذکر کریں، اور آنکھ سے اُس کی برابر پرِ مگس آنسو نکلے، حق تعالیٰ گناہ اُس کے بخشے اگرچہ برابرِ کفِ دریا ہوویں۔

ابنِ بابویہ حضرت امام رضا علیہ السّلام سے روایت کرے ہے کہ حضرت نے ریان بن شبیث کوں کہا کہ اگر چاہے توں کہ درجاتِ عالیۂ بہشت میں ہم ساتھ رہے، پس ہمارے دُکھ پر غمگین ہو اور ہماری شادی پر شاد ہو۔ جو کوئی کہ پتّھر کوں دوست رکھے، حق تعالیٰ قیامت میں اُس کوں اُس پتّھر ساتھ محشور کرے۔ پس دوست رکھو ہم کوں تا ہم ساتھ محشور ہو۔ اے پسرِ شبیث! اگر چاہے کہ ثوابِ شُہدائے کربلا پاوے، جب مُصیبتِ حُسین علیہ السّلام یاد کرے، کہہ! آرزو کرتا ہوں میں کہ کاش اُن ساتھ ہوتا اور!

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

مار اجاتا تا کہ رُستگاریِ عظیم پاتا۔ اے پسرِ شبیث! اگر رووے توں اُس حضرت پر، حق تعالیٰ سب گناہِ صغیرہ اور کبیرہ تیرے بخشے، خواہ بہت ہوئیں یا تھوڑے۔

کُتبِ معتبرہ میں دعبل خزاعی سے روایت ہے کہ روزِ عاشورہ امام رضا علیہ السّلام کی خدمت موں گیا میں۔ دیکھا کہ حضرت غم گین بیٹھے ہیں اور بہت سے شیعہ خدمت میں حاضر ہیں۔ جوں نظر حضرت کی مجھ پر پڑی، فرمائے! اے دعبل! نزدیک آ۔ پاس اپنے بٹھلا فرمائے! اے دعبل! آج کا دن ہم اہلِ بیت کے غم کا ہے اور ہمارے دشمنوں کی شادی کا، کوئی شعر مرثیۂ سیّد الشہدا میں پڑھ۔ اے دعبل! جو کوئی رووے اور رُلاوے ایک کوں ہماری مصیبت میں، اجر اُس کا خدا پر ہے اور جس کی آنکھ سے آنسو جاری ہووے، واسطے اُس ظلم کے کہ دشمنوں سے ہم پر پہنچا ہے، حق تعالیٰ اُسے ہمارے گروہ میں محشور کرے۔ اے دعبل! جو رویا حسینِ مظلوم پر، حق تعالیٰ گناہ اُس کے بخشے۔ پھر فرمائے کہ پردہ کریں اور پردگیانِ حرمِ عصمت پیچھے بیٹھیں اور اپنے جد حسین کی مصیبت میں روویں۔ پھر فرمائے! اے دعبل! مرثیۂ حسین علیہ السّلام پڑھ۔ میں نے مرثیہ شروع کیا اور حاضرانِ مجلس میں بہ مع حضرت اور پردگیانِ حرمِ معصیت ایسا رونا پڑا کہ شور اُس بُکا کا حضرت کے گھر سے بلند ہوا۔

سیّد ابنِ طاؤس روایت کرتے ہیں کہ ائمۂ طاہرین صلوٰاتُ اللہِ علیہم اجمعین نے فرمایا! جو کوئی ہماری مصیبت پر رووے اور سوآدمی کوں رُلاوے، بہشت واسطے اُس کے ہے اور جو کوئی رووے اور پچاس کوں رُلاوے بہشت واسطے اُس کے ہے اور جو کوئی رووے اور بیست کوں رُلاوے، بہشت واسطے اُس کے ہے اور جو رووے اور دس کوں رُلاوے، بہشت واسطے اُس کے ہے اور جو فقط آپ رووے، بہشت واسطے اُس کے ہے۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

پہلی مجلس

اِس مجلسِ اول میں نبی کا وصال ہے
جس غم سوں آج دونوں جہاں پُر ملال ہے

مُخبرانِ اَخبار اور ناقلانِ ماتم گزار وفاتِ سیّدِ کائنات کوں دَفاترِ مصائب میں یوں لکھتے ہیں کہ جب حضرتِ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم واسطے حَجَّۃُ الوِدَاع کے طرف مکّۂ معظّمہ کے سدھارے، روزِ عرفہ بیچ ساحتِ عرفات کے یہ آیت نازل ہُوا؛ اَلْیَومَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ یعنی آج دین تمھارے کوں کامل کیا میں نے وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ اور نعمتوں اپنیوں کوں تمھارے اوپر تمام کیا۔ پیغمبر کے تئیں مضمون اس آیت کے سے بوئے انتقال کی طرف باغِ دارالوصال کے بیچ مشامِ جاں کے پہنچی اور جوں حج سے معاودت فرمائی، راہ میں ایک منزل پر کہ اُسے خمِ غدیر کہتے ہیں، اُتر کر نمازِ پیشیں کوں ادا فرما منھ طرف اصحابوں کے کر یوں سُنائے کہ گویا میرے تئیں طرف عالمِ بقا کے بُلاتے ہیں اَور میں قبول کرتا ہوں اور درمیان تمھارے دو امرِ بزرگ چھوڑتا ہوں، ایک دوسرے سے بڑا کہ وہ قرآن اور اہلِ بیت میرے ہیں۔ احتیاط کیجیو کہ بعد میرے اِن دو امر سے کیسا سلوک کروگے اور رعایت حقوق ان کے کی کس طرح بجا لاؤگے اور یہ دونوں آپ سے

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

جُدا نہ ہوویں گے جب تگ کہ تا لبِ حوضِ کوثر مجھ پاس پہنچیں۔ پس اے مُحبّاں! بعدِ پیغمبر ظالمانِ امّت نے اِن دونوں امر سے کیا سلوک کیا۔ کتاب اللہ کی حُرمت بسر اہلِ بیت کا حق چھنایا۔ پیغمبرِ خُدا نے اُمّت کوں عوضِ کوثر کا وعدہ دیا اور اُمّت نے اُس کے فرزندوں کو بھوک پیاس سے بلکا شربتِ زہر اور خنجرِ قہر سے ہلاک کیا۔

روایت ہے کہ جب حضرت کوں دردِ سر شروع ہُوا، اپنے سر کوں عصابے سے باندھا۔ اُس روز نوبت میمونہ محل کی تھی۔ جب آزار حضرت کے نے زیادتی کی، نووں محل جمع ہوئے۔ تب حضرت فاطمہ فرمائی کہ حضرت کوں ہر روز ہر ایک کے گھر جانے میں تصدیعہ ہوئے گا، ایک جا مُقرر کرو۔ پس سب محل عائشہ کے گھر راضی ہوئے۔ حضرت میمونہ کے گھر سے باہر آ، ایک ہاتھ حضرت امیر کے کاندھے پر اور ایک فضل ابنِ عبّاس کے کاندھے پر رکھ پانْو مبارک زمین پر ایںچتے، عائشہ کے حُجرے تک تشریف لا، فرشِ بیماری پر تکیہ فرمائے۔ لیکن جب مرض حضرت کے نے شدّت کی، تب مسجد میں سدھار نماز ادا فرما، بلال کوں حکم کیا کہ ندا کر جو تمام اصحاب اور اہلِ اسلام جمع ہوویں۔ چاہتا ہوں کہ وصیّت کروں کیوں کہ یہ وصیّت آخری ہے۔ بلال نے ندا کی اور سب اصحاب مسجد میں آئے۔ تب حضرت منبر پر چڑھ فرمائے؛ اے گروہِ اسلام! معلوم کرو کہ اجل میری نزدیک آپہنچی ہے، دیکھتا ہوں کہ گویا تم سب مجھ سے جُدا ہوئے ہو اور میں تم سے جُدا۔ پھر فرمایا؛ اے یارو! کیسا پیغمبر تھا میں کہ تم سے جہاد کیا، حتیٰ کہ دانت میرے توڑے اور منھ میرا لہو سے بھرے۔ ظالمانِ قوم سے ظُلم ایںچا اور بھوک سے پتھر پیٹ پر باندھا۔ سب اصحابوں نے کہا؛ درست ہے، قسم خُدا کی توں صابر تھا اور ہم کوں طرف حق کے توں دعوت کیا اور بُرائیوں سے امان میں رکھا۔ خدا تعالیٰ تجھ کوں جزائے خیر دیوے۔ پھر حضرت نے فرمایا کہ خُدائے بزرگوار نے اپنی بزرگی کی قسم یاد کی ہے کہ ظالم کے ظُلم سے نہ گزرے۔ پس میں بھی قسم اُس خدائے لاشریک لہٗ کی دیتا ہوں کہ جس کو میں

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

نے ستایا ہووے یا آزردہ کیا ہووے، اُٹھے اور مجھ سے بدلا لے۔ دوست میرا وہ کوئی کہ حق مجھ پر رکھتا ہووے، سو گردن میری سے ادا کرے تا خوش نفس طرف حق کے پھروں۔ تب ایک مرد عُکاشہ نام اُٹھا اور کہا؛ یا رسول اللہ! اگر اس قدر مُبالغہ نہ فرماتے تو میں نہ کہتا لیکن از بس کہ بہت مُبالغہ فرمایا، پس عرض کرتا ہوں کہ بیچ سفرِ تبوک کے تازیانہ آپ نے نکالا کہ مَرکَب پر لگاویں سو میرے کاندھے پر لگا، اور مجھے بہت درد اُس سے پہنچا، بدلا اُس کا چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا؛ جزاک اللہ خیرا، اے عُکاشہ! خوب کیا کہ بدلا آخرت پر نہ رکھا کہ مَیں بدلا دنیا میں دوست رکھتا ہوں۔ اے عُکاشہ! جانتا ہے کہ وہ تازیانہ کون سا تھا؟ کہا؛ خُرما کا۔ حضرت نے فرمایا؛ اے سلمان! وہ کوڑا فاطمہ کے گھر ہے۔ جا اور لا۔ سلمان چلا اور پُکارا کہ اے لوگو! کون ہے کہ انصاف نفس اپنے سے آپ چاہے پیش از قیامت؟ لیکن جب سلمان حُجرہ حضرت فاطمہ علیہا السّلام پاس پہنچا، کہا؛ یا سیّدۃ النّساء! باپ تیرا منبر پر ہے اور خلق کوں رُخصت کرتا ہے کہ جس کا حق مجھ پر ہے، طلب کرے۔ شاید ایک دن تازیانہ ناقہ پر مارتا تھا، عُکاشہ کے کاندھے پر لگا، اب وہ تیرے باپ سے بدلا مانگتا۔ جوں حضرت فاطمہ نے یہ بات سُنی، رونے لگیں اور کہیں؛ اے سلمان! قسم خدا کی تجھے کہ اُس شخص کوں کہہ میرے باپ پر رحم کرے کیوں کہ وہ رنجور اور ضعیف ہے، بیمار اور نحیف۔ سلمان تازیانہ لے کر گیا اور حضرت فاطمہ نے حسن اور حُسین کوں بلا کر کہا؛ اے جانانِ مادر! نانا تمھارے کوں مسجد میں ایک شخص تازیانہ چاہتا مارے، جاؤ اور عوض جد کے سَو سَو تازیانے قبول فرماؤ کہ نانا تمھارا بیمار ہے اور بدلا دینے سے لاچار، طاقت تازیانے کی نہیں رکھتا اور لاعلاج وہ ضرب سہتا۔ حسنین مسجد کی طرف چلے لیکن جوں سلمان مسجد میں پہنچا، فُغانِ وامصیبتاہ اصحابوں سے بلند ہُوا کہ اتنے میں حسنین روتے ہوئے آئے اور جدّ بزرگوار کے پانو پر گر عرض کیے؛ یا جدّاہ! ہم نے سُنا کہ کوئی تم سے بدلا مانگتا، ہم آئے کہ ہر ایک عوض ایک تازیانے کے سَو تازیانے

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

قبول کرے۔ بیت

رکھتے یہ امّید ہم جو قدر ترا اب خم نہ ہووے
سایہ تیرے لطف کا سر سے ہمارے کم نہ ہووے

حضرت نے فرمایا؛ اے جانانِ جد! تازیانہ مَیں نے مارا، تم سے کیوں کر بدلا لے۔ پھر پیشانی دونوں کی چوم رخصت کیے اور فرمائے با، اے عُکّاشہ! اُٹھ اور بدلا لے۔ عُکّاشہ نے کہا، یا رسول اللہ! اُس روز کاندھا میرا ننگا تھا۔ حضرت نے بھی پیرہن اُتارا کہ خروشِ واویلا ملائکہ سے اُٹھا اور شورِ وامُصیبتا اصحابوں سے۔ لیکن جوں عُکّاشہ نے دوشِ مبارک اور مُہرِ نبوّت کوں دیکھا، بوسہ اُس مُہرِ نبوّت پر دے، مُنھ دونوں شانوں میں رکھ، کہا؛ یا رسول اللہ! غرض میرا بدلے سے نہ تھا بلکہ مراد میری یہ تھی کہ مُہرِ نبوّت کوں دیکھوں اور بعضے اعضا تمھارے کوں مَس کروں بہ موجبِ فرمودۂ شریف کہ جو کوئی بدن میرے کوں مَس کرے، آگ دوزخ کی اُسے مس نہ کرے۔ تب حضرت محل میں سدھارے اور بیماری نہایت شِدّت پر ہوئی۔

دوسرے دن جبرئیل حکمِ مَلکِ جلیل سے آ کہا؛ یا سیّد! پروردگار نے تجھے سلام بھیجا اور فرمایا، اگر چاہے تو تجھے بیماری سے شفا دوں اور چاہے مُستغرقِ دریاے رحمت کر شربتِ مرگ چکھاؤں۔ حضرت نے کہا؛ میں نے آج اپنے تئیں پروردگار اپنے کوں سونپا تا کہ جو چاہے سو کرے۔ اِتنے میں حضرت امیر نے آ کہا؛ یا رسول اللہ! خواب میں دیکھا میں نے کہ ایک زِرہ پہنے ہوئے تھا۔ یکایک وہ زرہ مجھ سے جُدا ہوئی اور میں بے زرہ رہا۔ حضرت نے فرمایا؛ علی! زرہ تیری مَیں تھا۔ اب وقت وہ ہے کہ میں مر جاؤں اور توں اکیلا رہ جاوے۔ یا علی! بعد میرے بڑی مصیبتیں تجھے پہنچیں گی، صبر کیجیو اور ثوابِ آخرت طلب کیجیو۔ مَردوں سے جو کوئی کہ پہلے حوضِ کوثر پر مجھ پاس پہنچے، توں ہووے گا۔ اِتنے میں حضرت فاطمہ نے آ کہا؛ اے پدرِ بزرگوار! خواب میں دیکھا

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

ہیں نے کہ کئی ورق مُصحف کے رکھتی ہوں اور چاہتی ہوں کہ پڑھوں، ناگاہ وہ میرے ہاتھ سے غائب ہوگیے۔ حضرت نے فرمایا! اے جگر گوشہ! وہ ورق قرآن کے میں تھا کہ تیری نظر سے غائب ہوں گا۔ اِتنے میں حضرت امام حسن اور امام حُسین آ کہے! اے جَدِّ بزرگوار! ہم دونوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک تخت ہَوا میں جاتا ہے اور ہم تلے اُس تخت کے سرننگے روتے جاتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا! اے فرزندو! وہ تخت تابوت میرا ہے کہ تم تلے اُس کے سرننگے روتے ہوے جاؤگے۔ اِتنے میں شور اہلِ بیت سے اُٹھا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو، جگر ہر ایک کا جُدائی کی آگ پر بریاں ہُوا۔

روایت ہے کہ پیش از مرگ عزرائیل کے ساتھ ایک فرشتے اسمٰعیل نام کے کہ وہ حاکم تھا لاکھ فرشتے پر بہ موجب حکم حق تعالیٰ کے ، اُسے حکم ہُوا، جا زمین پر میرے دوست پاس لیکن بے رخصت اُس کے گھر میں نہ جائیو اور بے حکم اُس کے قبضِ روح نہ کیجیو۔ عزرائیل بہ صورت ایک عرب کے آیا اور حضرت کے دروازے پر کھڑا ہو کہا! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ بَیْتِ النُّبُوَّۃ۔ رُخصت دو کہ راہِ دور سے آئے ہیں۔ حضرت فاطمہ اُس وقت حضرت کے پاس تھی، جواب دیی کہ یہ وقت مُلاقات کا نہیں کیوں کہ پیغمبر اپنے حال میں مشغول ہے۔ پھر رُخصت مانگی۔ وہی جواب سُنا۔ تیسری مرتبہ اِس طرح رخصت چاہی کہ جو اُس جاگہ تھے، آواز اُس کی سے ڈرے اور لرزے۔ حضرت ہوش میں آ پوچھے کہ کیا ہے؟ حضرت فاطمہ نے کہا! یا رسول اللہ! ایک عرب دروازے پر کھڑا ہے بہ صورتِ مُہیب و بہ شکلِ عجیب، رُخصت مانگتا کہ اندر آوے، ہر چند عذر چاہا، نہیں مانتا۔ حضرت نے فرمایا! یا فاطمہ! جانتی ہو یہ کون ہے؟ توڑنے والا لذّتوں کا اور کاٹنے والا آرزوؤں کا، جُدا کرنے والا جمعیّتوں کا، رانڈ کرنے والا عورتوں کا، یتیم کرنے والا فرزندوں کا، ایسا حریف کہ بغیر کُنجی دروازہ کھولے اور بغیر ہتھیار جان لیوے۔ اگر دروازہ اُس پر موندیں، دیوار سے آوے اور جس گھر میں آوے ڈھوال اُس گھر سے اُٹھا دے۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

اے فاطمہ! یہ عزرائیل ہے کہ تیرے باپ کی روح قبض کرنے کوں آیا اور ادب چوکھٹ ہماری کا بجالایا۔ وگرنہ رخصت مانگنا عادت اس کی نہیں، دروازہ کھول کہ آوے۔ حضرت فاطمہ یہ خبرِ وحشت اثر سُن رونے لگیں اور کہیں ؛ واویلا، مدینہ خراب ہوا اور صاحبِ سکینہ نے قصدِ سفر کیا۔ حضرت نے فاطمہ علیہا السّلام کوں چھاتی سے لگا ایک لمحہ آنکھیں مونديں گویا کہ روحِ مُقدّس بدنِ مُطہّر سے جدا ہوئی۔ فاطمہ نے کان نزدیک لے جا کہا ؛ اے بابا! اے بابا! ، کچھ جواب نہ سُنی۔ پھر رو کر کہی ؛ اے پدر! جان میرا قُربان تیرے، کیوں جواب نہیں دیتا؟ ذرا آنکھ کھول اور مجھ دُکھیا سے بول۔ حضرت نے آنکھ کھول کہا ؛ اے فرزند! مت رو کہ تیرے رونے سے حاملانِ عرش روتے اور اپنے ہاتھ سے آنسو فاطمہ کی آنکھوں سے پونچھ کہے ؛ بارِ خُدایا! فاطمہ کوں میری جُدائی میں صبر دے۔ پھر فاطمہ کوں فرمائے ؛ جوں روح میری قبض کریں، کہیو اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اے فاطمہ! حسنین کوں بُلا۔ حضرت فاطمہ نے ایک شخص اُن کے بُلانے کوں بھیجا۔ شاہ زادوں نے کہا، واویلا! اِس تاکید سے کبھو ہمیں نہیں بُلایا۔ آئے اور روبرو کھڑے ہوئے۔ جوں حضرت نے ان کوں دیکھا، رونا شروع کیا اور پاس بُلا، چھاتی سے لگا، منھ چوم، نظرِ رحم سے دیکھ فرمایا ؛ دریغ اِن مُنھوں تمھاروں سے کہ گردِ غریبی (سے) بھریں گے اور افسوس اِن بالوں تمھاروں سے کہ غبارِ یتیمی سے آلودہ ہو ویں گے۔ نہ جانوں کہ ظالمانِ امّت تم سے کیا کریں اور بعد میرے کام تمھارا کہاں لگ پہنچا دیں۔ حسنین کہتے تھے ؛ اے جدِّ بزرگوار! بعد تیرے پناہ ہمارا کون ہوئے گا اور غم خوارِ دِل نواز کون؟

پھر حضرت فاطمہ بولی ؛ اے پدرِ عالی مقدار! اگر مجھے غم ہوئے تو کس سے کہوں اور حسنین کوں آرزو ہووے تو کس سے طلب کروں؟ اے دل دارِ غریبوں کے اور اے پناہ بے کسوں کے! اور اے نوازنے والے یتیموں کے اور اے ہاتھ پکڑنے

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

والے بے چاروں اسکے مابین تیری جدائی میں کیوں کر صبر کروں!

پھر حضرت مرتضیٰ علی کوں بُلا گلے لگایا اور جو جو وصیتیں کرنی تھیں، کر کے سمجھایا۔ پھر مَلَکُ الموت آیا اور کہا؛ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللہ حق تعالیٰ نے تجھے سلام بھیجا ہے اور مجھے حکم کیا کہ روح تیری قبض نہ کروں بغیر حکم تیرے۔ حضرت نے فرمایا؛ اتنا صبر کر کہ بھائی میرا جبرئیل آوے۔ کہا؛ تابعِ حکم ہوں۔ ووں ہی جبرئیل کوں حکم ہوا کہ جا میرے دوست پاس۔ جبرئیل آیا اور کہا۔ لموتفہٖ

یا محمدؐ ! بشارتیں لایا | تب پیمبر نے سُن کے فرمایا
کیا بشارات ہیں، اخی جبریل ؟ | کہا جبریل، حق نے فرمایا
آگ دوزخ کی سب بجھا دیویں | جنّت آراستہ یو کروایا
حکم ہوا ساری حوروں کو سنگار | صفیں سب فرشتوں کی بندھوایا
روح میرے حبیب کی آتی | اِس سبب سب کوں آپ بُلوایا

اور ملائکۂ اعظم تیری روح کے استقبال کوں کھڑے ہیں۔ ترجمہ

مکانِ قدس تمہارے لیے بنایا ہے
کرو خوشی سے گزر در تماشہ گاہِ ناز

حضرت نے فرمایا؛ یہ تو بشارتیں خوب ہیں ولیکن اِس سے بہتر بشارت دے کہ آنکھیں میری روشن ہوویں اور دل میرا شاد۔ جبرئیل نے کہا؛ بہشت حرام ہے سب پیغمبروں اور اُن کی اُمتوں پر جب لگ کہ توں اور اُمّت تیری قدم وہاں نہ رکھے۔ حضرت نے فرمایا کہ بشارت اِس سے بہتر دے۔ کہا؛ یا رسول اللہ! مقرر ہوا ہے کہ روزِ قیامت پہلے تاج بخشش کا جس کے سر پر رکھیں، توں ہووے۔ حضرت نے فرمایا کہ اے اخی! بشارت ایسی دے کہ گردِ غم کوں میرے دل سے دھودے۔ جبرئیل نے کہا؛ اے پیشوائے انبیا! بیان فرما کہ کس غم میں اور کس کے فکر میں ہے کہ ایسی خبرِ خوشی افزائے

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

بوجھ غم کا دل سے تیرے نہیں اُٹھتا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہمیشہ غم و اندیشہ میرا واسطے امّت کے تھا اور اب اس سے زیادہ ہے کہ آیا بعد میرے روزہ داران ماہِ مبارکِ رمضان بغیر میرے کیوں کر روزہ کھولیں اور حج کرنے والے بیت الحرام کے بغیر میرے کیوں کر رہنا میں آویں اور قیامت میں آخر کار اور عمل ان کے کہاں لگ پہنچیں۔ جبرئیل نے کہا؛ یا رسول اللہ! دِل اپنا خوش رکھ کہ حق سُبحانہٗ وتعالیٰ آج اُمّت تیری کوں اپنی پناہ میں رکھے اور فردائے قیامت اِس قدر امّت تیری سے تجھ کوں بخشے کہ توں راضی ہووے۔ تب حضرت نے فرمایا؛ اب خوش ہُوا میں اور آنکھیں میری روشن ہوئیں۔ اے عزرائیل! آگے آ اور جس کام پر کہ مامور ہوا ہے، عمل میں لا۔ مَلَکُ الموت، روحِ مبارک کے قبض کرنے میں مشغول ہوا اور حضرت اس حالت میں طرف چھت کے دیکھتے تھے کہ ہاتھ اُٹھا کر کہے؛ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلیٰ اور طرف عالمِ وصال کے سِدھارے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

دوسری مجلس

یہ دوسری جو مجلس ہے سو اِس میں سر بہ سر
خیر النّسا کے مرنے کا، یاراں حوال ہے

مورّخانِ اَخبارِ معتبر اور مُفسّرانِ آثار، نام ور وفاتِ فاطمۃ الزّہرا علیہا السّلام کوں یوں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رسالت پناہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دنیا سے کوچ کیا، شور و فغاں مدینے میں ایسا پڑا کہ آسمان رویا اور زمین لرزی۔ لیکن جیسا کہ باپ کے غم نے حضرت فاطمہ پر اثر کیا تھا، کسو پر نہ کیا۔ رات دن سوا رونے کے کام اُس کا نہ تھا اور سوا وادیلا و وابابا کوئی صدا اُس کی نہ سُنا۔

روایت ہے کہ جب دو مہینے پندرہ دن یا تین مہینے پانچ دن وفاتِ سرورِ کائنات سے گزرے، حضرت امیر گھر میں آ دیکھے کہ فاطمہ نے تھوڑا آٹا خمیر کیا ہے کہ روٹی پکادے اور تھوڑی مٹی بھگوئی کہ سر فرزندوں کے دُھلادے اور قصد حسنین کے جامے دھونے کا رکھتی۔ حضرت امیر نے کہا: اے صاحبۂ دو جہاں اور اے معصومۂ آخرالزماں! اے بلقیسِ حُجرۂ پاکی اور اے اشرفِ مخلوقاتِ خاکی! اے ماں (دو) مظلوم (کی) اور

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

اے بیٹی ایک معصوم کی! اے پارچۂ جگرِ احمدی! اور اے پرتوِ حضرتِ محمدی! ہرگز ہیچ اِس مدت کے نہ دیکھا میں نے کہ ایک دن دو کام دنیا کے آگے تمہارے ہوویں اور آج دیکھتا ہوں کہ تین کام میں مشغول ہو، آیا اِس میں کیا حکمت ہے؟ فاطمہ نے جوں یہ حرف سُنا، آنسو آنکھوں سے جاری کر کہا! اے تاجدارِ سورۂ ہَل اَتیٰ اور اے شہ سوارِ میدانِ لافتیٰ! اے شیرِ جنگلِ شریعت اور اے کشتیِ دریائے طریقت! اے شگوفۂ باغِ ابوطالب اور اے نواختۂ اسداللہ الغالب! اے امیرِ کُل امیر! پدرِ بزرگوار کوں رات خواب میں دیکھا میں نے کہ کھڑا ہے اور ہر طرف دیکھتا ہے گویا منتظر کسو کا ہے۔ میں پکاری کہ اے بابا توں کہاں ہے کہ جدائی تیری سی جاں میرا بہ لب آیا؟ فرمایا! اے فاطمہ! وقت جدائی کا آخر ہوا اور مجھے بھی آرزو تیری صورت کی ہے۔ اب وقت ہے کہ پنجرہ تن کا توڑے اور خارستانِ دنیا سے گلستانِ عقبیٰ میں آوے۔ اے فاطمہ! جلد آ کہ جب تک نہ آوے توں، نہ جاؤں میں۔ اِتنے میں نیند سے چونکی اور اشتیاق اُس عالم کے نے غلبہ کیا۔ جانتی ہوں کہ آخرِ روز یا اوّلِ شبِ آئندہ رحلت کروں گی۔ روٹی اِس واسطے پکاتی کہ کل توں میری مصیبت میں گرفتار ہوئے گا، فرزند میرے بھوکے نہ رہیں اور جامے اِس واسطے دھوتی کہ نہ جانوں بعد میرے کپڑے میرے بچّوں کے کون دھووے اور ماٹی اِس واسطے بھگوتی کہ دونوں کے گیسوؤں کوں دھو کنگھی کروں۔ نہ جانوں میرے بعد ان کے سر کے بالوں کوں کون دھووے۔

آہ! فاطمہ اُس گرد سے کہ حسنین کے بالوں پر بیٹھتی، غمگین ہوتی۔ اگر دیکھتی کہ بال عنبر مثال اُن کے خاک میں رِلے اور منھ خوش جمال ان کے لوہو میں رِلے، کیوں کر تحمّل کرتی۔

جوں حضرت امیر نے بات فراق کی سُنی، آنسو آنکھوں سے جاری کر فرمائے، اے

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

فاطمہ! ابھی تیرے باپ کی جدائی سے آرام نہ پکڑا تھا کہ نوبت تیری جدائی کی پہنچی۔ فاطمہ نے فرمایا! یا علی! اُس مصیبت میں صبر کیا، اِس مصیبت میں بھی صبر فرما اور ایک ساعت کہیں نہ جا کہ دَم میرا گنتی میں پڑا ہے۔ یہ کہتی تھی اور جامے فرزندوں کے دھوتی تھی اور اُن کے منھ دیکھ آہِ حسرت اپنچ کہتی تھی! کاش جانتی ہیں کہ بعد میرے تم پر کیا ہوئے گا اور آخر کار تمھارا کہاں لگ پہنچے گا۔ حسنین ماں کی یہ باتیں سُن رونے لگے۔ اور فاطمہ کہی! اے جانانِ مادر! ایک ساعت گورستانِ بقیع میں جاؤ اور اپنی ماں کے حق میں دُعا فرماؤ۔ حسنین سدھارے اور فاطمہ بستر پر تکیہ دیے، حضرت امیر سے کہی! ذرا بیٹھو کہ وقتِ رُخصت ہے اور اسماء بنتِ عمیس کوں بُلا کہا! کھانا حاضر کر۔ جوں فرزند میرے آدیں نوشِ جاں فرماویں کہ دوں ہی صاحب زادے آئے۔ اسماء نے اُن کوں ایک اور مکان میں بٹھا، کھانا لائی۔ شاہ زادوں نے کہا! اے اسماء! کبھو دیکھا ہے توں نے کہ بغیر ماں کے کھانا کھائے ہیں؟ اسما نے کہا! ماں کا جیو کاہلا ہے، تم نوش کرو۔ رو کر کہے کہ ہمیں بغیر ماں کے کھانا گوارا نہیں اور اٹھ کر ماں کے حجرے میں جا دیکھے کہ مادرِ مہرباں بسترِ بیماری پر تکیہ دیے لیٹی ہیں اور پدرِ بزرگوار سرھانے اُن کے بیٹھے ہیں۔ جوں حضرت فاطمہ نے اُن کوں دیکھا، حضرت امیر سے کہا! یا علی! ایک ساعت اُن کوں میرے باپ کی قبر پر بھیج کہ میں حق تعالیٰ سے بھید اپنا کہوں۔ حضرت امیر نے کہا! اے جانانِ پدر! ایک ذرّہ اپنے دادا کی قبر پر جاؤ کہ ماں تمھاری بیمار ہے۔ حسنین روتے ہوئے حجرے سے باہر نکلے۔

حضرت فاطمہ نے کہا! یا علی! ایک ساعت بیٹھ اور سر میرا اپنے زانو پر دھر کہ مجھ عُمر سے کچھ اب باقی نہیں رہا۔ حضرت امیر نے کہا! اے فاطمہ! مجھے قوّت اِن باتیں سننے کی نہیں، اور طاقت اِس حال دیکھنے کی نہ۔ فاطمہ نے کہا! یا علی! ایسی راہ درپیش آئی کہ بالضرور جایا چاہیے اور ایسے غم نے دل میں جوش مارا کہ بے اختیار

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

کہا چاہیے۔ ایک دم بیٹھو اور بات میری گوش کر اور شربتِ تلخِ فرقت کوں جانے، توں نوش کر۔ حضرت امیر بیٹھے اور حضرت فاطمہ کا سر زانو پر رکھے لیکن جوں فاطمہ آنکھ کھول دیکھی کہ حضرت امیر مثلِ ابرِ بہار زار زار روتے۔ فاطمہ نے کہا؛ یا علی! وقتِ وصیّت ہے نہ ہنگامِ گریہ و تعزیت۔ حضرت امیر نے کہا؛ یا سیّدۃَ النّساء! کیا وصیت ہے؟ فاطمہ نے کہا؛ چار وصیتیں۔ اوّل یہ کہ اگر تیری جناب میں مجھ سے کوئی گناہ ہوا ہوئے تو بخشیو۔ حضرت امیر نے فرمایا؛ حاشا کہ اِس مدّت میں کچھ ایسا تم سے واقع نہیں ہوا کہ باعِث میری آزردگی کا ہووے۔ تم ہمیشہ میری غم گسار رہیں نہ دل آزار اور میں نے تمھیں وفادار پایا نہ جفا کار۔ پھر فاطمہ نے کہا؛ دوسری وصیّت یہ کہ میرے بچّوں کوں عزیز رکھیو اور ہاتھ مہر و شفقت کا ان کے سر سے نہ اٹھائیو اور اگر کچھ تقصیر اُن سے واقع ہوئے تو معاف فرمائیو کہ بے مادر ہیں۔ تیسرے یہ کہ مجھے رات کوں دفن کیجیو کہ جیوتے جیو نظر بیگانے کی میرے قد و بالا پر نہیں پڑی، تیوں ہی بعد مرنے کے نظر کسو کی میرے جنازے پر نہ پڑے۔ چوتھے یہ کہ پانو میری زیارت سے نہ اینچیو کہ مجھے تم سے کمال اُنس تھا۔

حضرت امیر نے یہ بات سُن فریاد اُٹھا، بے قرار ہو کہا؛ اے فاطمہ! قبول کیا میں نے لیکن توں بھی کرم کر اور میری بھی وصیتیں قبول دھر۔ فاطمہ نے کہا؛ فرماؤ۔ حضرت امیر نے کہا؛ اوّل یہ کہ اگر تیری خدمت میں مجھ سے کچھ تقصیر ہوئی ہو، معاف فرمائیو۔ دوسرے یہ کہ جب پدرِ بزرگوار اپنے سے ملاقات کرے، سلام مجھ جدا ہوئے، دِل جلے اور غم و دکھ اینچے ہوئے کا عرض کیجیو۔ تیسرے یہ کہ میری طرف سے کچھ اُس جناب میں گلہ نہ کریو۔ فاطمہ نے کہا؛ کبھو اِس مدّت میں کچھ ایسا تم سے نہ دیکھا میں نے کہ موجبِ گلہ ہووے۔ یہ کہتی تھی کہ یکایک باہر سے آواز حسنین کے رونے کی آئی اور دروازۂ حُجرے پر آ کہے؛ اے پدرِ بزرگوار! دروازہ کھول کہ دیدار آخری اپنی ماں کا دیکھیں

اور رخصت ہووں۔

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

حضرت امیر نے دروازہ کھول پوچھا؛ اے جانانِ پدر! تم نے کیوں کر جانا کہ ماں تمھاری اِس وقت دنیا سے جاتی ہے؟ حسنین کہے اے پدرِ مہربان! ہم ابھی دادا کی قبر پر نہ پہنچے تھے کہ آواز رونے کی سنی کہ ابراہیم خلیل کہتے تھے یتیمانِ فاطمہؑ زہراؑ آئے اور اسماعیل ذبیح کہتے تھے؛ شفیعانِ روزِ جزا آئے اور دادا نے فرمایا کہ میرے جگر گوشے آئے۔ جوں دادا کی قبر پر پہنچے، سلام کیے۔ مرقدِ جدّ بزرگوار سے آواز آئی کہ اے فرزندو! پھر وا اور دیدار آخری اپنی ماں کا دیکھو کہ ارواحِ پیمبرین تمھاری ماں کے استقبال کوں آئی ہیں۔ ہم ووں ہی پھرے۔ یہ کہتے ہوئے حُجرے موں جا، زمین پر پچھاڑیں کھا، روتے، ماں سے چلّے کہے؛ اے مادرِ مہربان! آنکھیں کھول اور ہم غریبوں سے بول۔ اپنے یتیموں کو نظرِ شفقت سے نواز اور اپنے بے کسوں کو حرفِ مرحمت سے کر سرفراز۔

جوں آواز حسنین کی فاطمہ کے کان میں پہنچی، آنکھیں کھول، ہاتھ اُٹھا، دونوں کوں گلے لگا بولیں؛ اے مظلومانِ مادر! نہیں جانتی کہ بعد میرے تم پر کیا ہوئے گا۔ پھر بیٹیوں کو بلا حضرت امیر پاس سب کو سونپا اور اُمِ سلمہ کوں کہا؛ پانی لاؤ کہ نہاؤں۔ اُمِ سلمہ پانی حاضر کی۔ سیّدۃ النّساء نے غسل کر اور کپڑے پاک پہن فرمائی کہ بچھونا میرا ایوان میں بچھاؤ۔ پھر داہنے پہلو لیٹ، مُنہ قبلے کی طرف کر، ہاتھ رخسار تلے رکھ، اسماء کوں کہا؛ ایک دن جبرئیل میرے (باپ) پاس آیا اور تھوڑا کافور بہشت واسطے حنوط کے لایا۔ باپ میرے نے اس کے تین حصّے کیے۔ ایک حصّہ آپ لیے اور دو مجھے دیے۔ کہے ایک حصّہ تیرا اور ایک علی کا۔ اے اسماء! وہ کافور فلانی جگہ ہے۔ اُس میں سے چالیس مثقال لے کر مجھے حنوط کر اور باقی واسطے علی کے دھر۔ اسماء نے بہ موجب فرمودہ عمل کیا۔ پھر کہا؛ اے اسماء! باہر جا اور مجھے چھوڑ تنہا، تا

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

ایک ساعت بھید اپنا حق سے کہوں۔ اسما باہر گئی اور ایک ذرّہ ضعیف کسی آواز حضرت
فاطمہ کے رونے کی سُنی۔ اندر جا دیکھی کہ سیّدۃُ النّسا روتی اور حق تعالیٰ سے مناجات کرتی!
خُداوندا! واسطے حرمت میرے باپ محمّد مصطفیٰ کے اور واسطے دردِ دل علیؑ مرتضیٰ کے اور
واسطے سوزِ دلِ حسن و حسین اور بیٹیوں غم مبتلا کے میرے باپ کی اُمّت پر رحم کیجیو اور
پروردگار ان کے گناہوں سے درگزر یو۔ اتنے میں اسما پر رونے نے غلبہ کیا۔ حضرت
فاطمہ نے پھر دیکھ کر کہا! اے اسما! تجھے نہ کہا میں نے کہ مجھے اکیلا چھوڑ اور ایک ساعت
پیچھے پکار۔ اگر جواب دیہی تو فبہا وَ اِلّا نہ (سمجھیو) پروردگار پاس گئی۔ پھر اسما گھر سے باہر
نکل ایک ساعت انتظار کر پکاری! یا قرۃ العینِ رسول! جواب نہ سُنی۔ پھر پکاری
یا سیّدۃَ النّسا! آواز نہ آئی۔ اندر جا، چادر منہ سے اُٹھا دیکھی کہ حُجرہ فنا سے عالمِ بقا
میں سدھاری۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

ساتویں مجلس

یہ مجلس ہے گی ساتویں، تس میں حسین کا
کعبے سے کوفے کوں سفر اور حُر کا حال ہے

راویانِ مصائبِ جگر سوز اور ناقلانِ نوائبِ غم اندوز بیانِ توجہِ سیّد الشّہداد طرفِ کوفہ اور پہنچنا بہ دشتِ کربلا، شروعِ لڑائی اور شہادتِ حُر ابنِ یزید الرّیاحی سرفترِ غلامی میں یوں لکھتے ہیں کہ جب مُسلم ابن عقیل کوفے میں پہنچے، بہت کوفی بے وفا دائرہ بیعت میں سرفراز ہوئے۔ مُسلم نامہ حضرت امام حسین کی جنابِ مظلومیت مآب میں لکھے اور تمام رویداد اُس میں درج کیے۔ جوں وہ نامہ اُس جناب میں پہنچا، حضرت نے قصدِ کوفہ کیا۔ واسطے حرمِ محترم کے محافے بنا تیسری تاریخ بقرعید کی مکّہؑ معظّمہ سے کوچ کیے۔ قضا سے اُسی دن مسلم عقیل کوفے میں شہید ہو چکے تھے۔ ایک نے کہا؛ یا ابنِ رسولِ اللہ! کوفے میں جانا تمھارا مصلحت نہیں۔ حضرت فرمائے۔

مجھ گلے میں دوست نے ڈالی ہے ڈور
جاؤتا ہوں، کھینچتا ہے وہ جس اور

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

القصہ حضرت منزل بہ منزل چلے تاکہ منزلِ ثعلبیہ میں پہنچے اور زینب بہن کے زانو پر سر دھر سو گئے۔ یکایک چونکے اور زار زار رونے لگے۔ دونوں بہنیں بے تاب ہو کہیں! اے برادرِ بہ جاں برابر! کیا ہوا، خیر ہے، باعث رونے کا کیا؟ خدا تجھے روتا ہمیں نہ دِکھلائے۔ حضرت کہے! ابھی اپنے دادا کوں خواب میں دیکھا میں نے کہ روتے تھے اور کہتے تھے، اے حُسین! تیرے پہنچنے کا ہم پاس وقت آیا اور ایک سوار دیکھا میں نے کہ مجھ آگے کھڑا کہتا ہے، تم جاتے ہو اور مرگ تمھارے پیچھے جاتی۔ یہ دیکھ چونکا اور نانا کے رونے سے مجھے بھی رونا آیا۔ زینب و کلثوم اور تمام اہلِ حرم رونے لگے۔ پھر صبح کوں وہاں سے کوچ کر منزل بہ منزل چلے تاکہ ایک رات تمام لشکر راہ بھولا اور رستہ راہ کا اُن سے چھوٹا امام علیہ السّلام اُس اندھیری رات میں تمام رات حیران و سرگرداں پھرتے تھے اور نہ جانتے کہ کدھر جاتے تاکہ صُبح ہوئی۔

آہ! گھوڑا امام حسینِ مظلوم کا ایک زمینِ ہَول ناک میں پہنچا اور ٹھٹکا۔ جیتا کہ حضرت تازیانہ مارتے تھے، قدم سے قدم نہ اٹھاتا تھا۔ تب حضرت کہے! کوئی اِس زمین کا نام جانتا ہے یا نہ؟ ایک نے کہا! ارضِ ماریہ اور ایک (نے) کہا! ارضِ ابلعی۔ حضرت فرمائے! شاید ان ناموں سوا کوئی اور بھی نام رکھتی ہووے۔ بعضوں نے کہا! کربلا بھی کہتے ہیں۔ آہ! تب امامِ مظلوم نے کہا! اللہ اکبر، یہ زمینِ کرب و بلا ہے اور جگہ ہمارے لوہو گرنے کی، قتل گاہِ آلِ عبا ہے۔

تب علی اکبر نے عرض کی کہ اے پدرِ بزرگوار! یہ کیا فال ہے کہ فرماتے؟ فرمائے کہ اے جانِ پدر! یہ فال نہیں بلکہ واقعی (ہے) کیوں کہ میں تیرے دادا حضرت امیر علیہ السلام ساتھ جنگِ صِفّین کو جاتے ہوئے اِس زمین پر پہنچا تھا۔ امیر علیہ السلام یہاں اُترے اور سر اپنا بھائی حسن کے زانو پر رکھ آرام کیے۔ میں بھی سرہانے بیٹھا تھا۔ یکایک نیند سے روتے ہوئے چونکے۔ بھائی حسن نے کہا! یا ابتاہ! کیا ہُوا؟ فرمائے کہ خواب میں دیکھا میں نے

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

دریالوہو کا اِس جنگل میں بہتا ہے اور حُسین میرا اُس لوہو کے دریا میں پڑا ہاتھ پانو مارتا ہے اور کوئی اُس کی داد فریاد کوں نہیں پہنچتا۔ پھر منھ میری طرف کر فرمائے ؛ اے حُسین! اگر تجھ پر یہاں یہ مُصیبت پڑے اور کوئی تیری فریاد کوں نہ پہنچے، پس توں کیا کرے ؟ میں عرض کیا ؛ یا اَبتاہ ! صبر کروں اور اِس درد کا بہ جُز صبر کچھ علاج نہ ڈھونڈھوں۔ فرمائے کہ یوں ہی کیجیو کہ اجرِ صابراں بے شمار ہے اور صابروں کا خُدا یار ہے۔ پس اے جانِ پدر! اب اونٹ بٹھاؤ اور بوجھ اتار خیمے کھڑے فرماؤ۔ یہ کہ حضرت گھوڑے سے وہاں اُترے۔ جوں قدم حضرت کا خاکِ کربلا پر پہنچا، رنگ خاک کا زرد ہوگیا اور ایک غبار زمیں سے اُٹھا کہ گیسو امامِ مظلوم کے پُر گرد ہوئے۔ اُمِّ کلثوم نے کہا ؛ اے بھائی ! عجب حال دیکھتی اور عجب ہولِ عظیم اِس جنگل سے مُجھ دِل میں بیٹھا۔ حضرت بہن کوں گلے لگا تسلّی کیے اور شہر بانو کوں وصیّت فرمائے کہ اے یارِ دل نواز و اے مونسِ ممتاز ! جب یہاں مجھے دیکھے کہ گھوڑے سے گرا اور زخموں سے چور ہُوا، زنہار سر اپنا نہ کھولیو اور منھ اپنا نہ نوچیو کہ دشمن ہنسائی ہے۔ سب اہلِ بیت سُن کر رونے لگے اور کہے ؛ واویلا، یہ کیا خبرِ دل سوز ہمیں سُناتے اور دِلِ ہم غریبوں کا جلاتے۔

القصّہ ابنِ زیاد ملعون نے عمرِ سعد لعین کوں بائیس ہزار سوار سے حضرت پر بھیجا اور اُس بدبخت نے آ، خیمۂ حضرت دریا پر سے اُٹھا دیا اور دریا کوں اپنے تصرّف میں لا، پانی امامِ مظلوم اور اطفالِ معصوم پر بند کیا۔ دو روز کامل سبھوں کو پیاس سے بلکا اور تھکا تیسرے دن نویں تاریخ، وقتِ عصر لڑنے کوں چڑھ کھڑا ہوا۔ اُس وقت امامِ غریب کی آنکھ لگ گئی تھی۔ جوں گردِ سیاہ اور فوجِ روسیاہ نمودار ہوئی، حضرت جاگ پڑے اور حقیقت معلوم کر بھائی عبّاس کوں بیست [۲۰] سوار سے بھیجے کہ آج کی رات ان سے مُہلت مانگ، کیوں کہ شبِ جمعہ ہے۔ عبّاس گئے اور کہے ؛ اے کوفیانِ بے وفا!

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

فرزندِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آج کی رات تم سے مہلت مانگتا، کیوں کہ یہ آخری رات ہے، چاہتا کہ عبادتِ حق میں گزارے۔ وہ ملعون نہ مانتے تھے۔ آخر بہ ہزار سماجت پھرے اور مہلت دیے۔ اُس رات اِمامِ غریب ایک کرسیِ آبنوس پر بیٹھ، سب خویشوں، بھائیوں اور اصحابوں کوں جمع کر ایک خطبۂ حمدِ الٰہی و نعتِ رسالت پناہی ادا فرمائے، اے یارانِ باوفا و اے رفیقانِ باصدق وصفا! مَیں آج کی مہلت تم لیے لیا۔ پس معلوم کرو کہ اِن دشمنوں کوں کسو سے کام نہیں مجھ سوا۔ اور اے فرزندانِ مُسلمِ عقیل! ایک غم اور ایک ماتم تمہیں ہو چکا اور میرے کہے سے تمہارا باپ سر اپنا کھو چکا، پس تم کوں اور اِن سب کوں بہ دل و جان رخصت دیتا کہ ہر ایک تم میں سے آج رات میرے ایک ایک اہلِ بیت کا ہاتھ پکڑ نکل جاؤ کہ وقتِ فرصت ہے اور اپنے اپنے وطن پہنچ اِس بلا سے نجات پاؤ اور مجھے خدا کوں سونپو تا جو کچھ کہ مجھ ایک دم پر بیتے گا، سہہ لوں گا۔

آہ! حضرت سے یہ بات سُن سب بھائی بند اور خویش و فرزند جواب دیے کہ یا ابنِ رسول اللہ! ہمیں طاقت تیری جُدائی کی نہیں اور تیرے بعد اپنی زندگی نہیں چاہتے۔ جب لگ کہ جان میں جان ہے، جان ہمارے تن میں اور رمق بدن میں ہے۔ تجھ پر نثار کریں اور جہاں تیرا پسینہ گرے، لہو اپنا ڈالیں۔ تب حضرت ان کوں دُعائے خیر کر فرمائے، اب جو یوں ہی تمہاری رضامندی ہے، پس یہ باقی رات طاعت و عبادتِ خدا میں گزرانو اور صبح سب حاضر ہو کر نمازِ باجماعت مجھ ساتھ پڑھو کہ وہ جماعت آخری ہوئے گی۔ الغرض سب یارِ باوفا و اصحابِ باصفا اپنے اپنے خیموں میں جا اوراد و وظیفہ میں مشغول ہوئے اور تمام رات بھوکے پیاسے ذکرِ الٰہی اور درودِ رسالت پناہی میں گزرانے۔ چاند نے تعزیہ خانۂ مغرب میں مقام کیا اور رات نے لباسِ سیاہ اُس ماتم میں پہنا۔ ستاروں نے آنکھیں شہیدانِ کربلا کے دیکھنے کوں کھولیں،

Channel eGangotri Urdu

آسمان نے نیلی لباس کیا اور زمین خاک اپنے سر پر چھانی لیکن تمام اہلِ حرم خصوص
CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust
زینب و کلثوم بے تاب تھیں اور کہتی تھیں کہ ہائے اِتنی رات کا بھائی مہمان ہے۔

آہ! جوں روشنیِ صبح ظاہر ہوئی، یک مرتبہ ایک آواز آسمان سے آئی کہ اے دوستانِ خدا! سوار ہو کہ وقتِ لڑائی ہے اور ساعتِ کوچ آئی۔ اُمِّ کلثوم یہ آواز سنتے ہی مانند بے ہوشوں کے چنگھاڑ مار، بھائی حسین کے خیمے میں دوڑیں اور کہیں! اے، یہ آواز جو آسمان سے آئی، تم نے بھی سُنی؟ حضرت کہے! اے بھینا! آواز بھی سُنا اور اُس سے بھی عجب تر حقیقت دیکھا۔ ابھی آنکھ میری جھپک گئی تھی لیکن دل جاگتا تھا۔ دیکھتا ہوں کہ کئی کتوں نے مجھ پر حملہ کیا۔ اُن میں ایک کتّا تھا کوڑھی، نہایت دیوانہ۔ میں اُسے دیکھ دل میں کہا، یہ مجھے مارے گا۔ اِس فکر میں تھا کہ دادا محمد مصطفیٰ مجھ پاس آ کہے؛ اے فرزند اور اے شہیدِ آلِ محمدؐ! مَیں اور رہنے والے آسمان کے اور مقرّب خدا کے تیری روح کے استقبال کوں آئے۔ کوشش کر کہ آج رات مجھ ساتھ افطار کرے اور دادا کے ساتھ ایک فرشتہ تھا اور اُس ہاتھ ایک شیشہ سبز۔ دادا نے کہا اے حسین! اِسے پہچانتا ہے؟ میں کہا کہ نہیں۔ فرمائے یہ فرشتہ ہے، آسمان سے شیشہ سبز لے اترا، تا کہ تیرا لہو اس میں بھرے۔ اُمِّ کلثوم بے تاب ہو رونے لگیں اور امامِ مظلوم نے کہا؛ اے ہمشیرہ! سب اہلِ بیت کوں بُلا کہ رخصت ہو لوں۔

آہ! جب تمام اہلِ حرم اور فرزندِ پُرغم حاضر ہوئے، حضرت نے فرزندوں کوں اپنے پاس بٹھایا اور بوسے سبھوں کی پیشانیوں پر دیے چھاتی سے لگایا اور زار زار رو فرمایا؛ اے جگر گوشو! نہیں جانتا کہ تم سے کیا بولوں اور سفارش تمھاری کس سے کروں؛ پھر شہر بانو کی طرف دیکھ کہے! اے یارِ دیرینہ وائے آرام سینہ! نہیں جانتا کہ اِن یتیموں ساتھ کیا کرے گی اور رحم اُن کا کیسا کھاوے گی؛ فریاد و فغاں اہلِ بیت سے اُٹھا اور کشتیِ صبر اُن کی تباہی ہوئی۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

اِس واویلا میں تھے کہ صبح نے اپنا گریبان چاک کیا اور رات نے منھ اپنا دامنِ خجالت میں چھپایا۔ امامِ مسافر نے بانگِ نماز کہی اور سب اصحابوں نے خاک سے تیمّم کر بہ جماعت نماز کیے۔ ابھی اوراد نہ پڑھے تھے کہ آوازِ لڑائی کے نقّارے اور رن سنگے کی دشمنوں کے لشکر سے بلند ہوئی اور فوجوں کی صفیں بندھ آوازہ ہَل مِنْ مُبارِز کی اٹھی۔ موالی اِمام کے بھی از بس کہ کم تھے، دشمن کے لشکر سے اندیشہ نہ کر، صف اینچے۔ حضرت نے داہنی فوج کا سردار زُہیر بن قیس کوں کیا اور بائیں فوج کا حبیب بن مظاہر کوں اور نشان اپنے بھائی عبّاس کوں سونپ آپ درمیان کھڑے ہوئے۔

جوں دونوں صفیں آراستہ ہوئیں، حضرت خیمے میں آ، چیرا رسولِ خدا کا سر پر رکھ، زِرہِ رسول پہن، ذو الفقارِ حضرت امیر حمائل کیے اور گھوڑے پر سوار ہو، صف سے بڑھ، نسب اپنا کہہ، ملعونوں کوں نصیحت فرما، عذابِ الٰہی سے ڈرائے لیکن کچھ فائدہ نہ کیا۔ حضرت دیکھے کہ نصیحت اِن سنگ دلوں کوں اثر نہیں کرتی۔ فرمائے، خداوندا! گواہ ہوجیو کہ حجّت اِس قوم پر تمام کیا۔ پھر ابنِ سعد ملعون کہا؛ اے حُسین! ان باتوں سے فایدہ نہیں۔ یزید کوں بیعت دے والّا نہ، اپنے سر پر شمشیر لے۔ یہ کہہ، تیر کمان میں رکھ اِمامِ غریب طرف چلایا اور منھ اپنے لشکر طرف کر، کہا؛ شاہد رہنا، پہلے جن نے کہ تیر حسین بن علی پر چلایا، میں تھا۔

تب حُر آگے آ کہا؛ اے عمرِ سعد! حسین ساتھ لڑے گا؟ کہا؛ ہاں۔ حُر کہا؛ اِس لڑائی میں بہت تن بے سر ہوئیں گے۔ پھر حُر گھوڑا پھیر، میدان میں آ، اپنے بھائی کوں کہا؛ اے بھائی! میں نے بہشت اختیار کیا، اور گھوڑا اُٹھا، حضرت پاس آ، پیادہ ہو، رکابِ مبارک چوم، منھ اپنا ذو الجناح کے سُموں پر رکھ کہا؛ یا ابنِ رسول اللہ! مجھے گمان نہ تھا کہ یہ لوگ قصد تیرا کریں۔ خیال رکھتا تھا کہ دل اِس مہم کی صُلح پر رکھیں لیکن اب جو سرکشی اور ظلم اِن کا مجھ پر ظاہر ہُوا، اِس جناب میں آیا۔ آیا توبہ میرا قبول ہوے گا یا

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

ہے؟ حضرت اُس کے سر پر ہاتھ پھیر فرمائے؛ اے حُر! بندہ ہر چند گناہ کرے لیکن جب اپنے خاوند کی درگاہ میں رجوع کر توبہ کرے، البتہ امیدِ قبولیت ہے۔ جو گناہ کہ میرا کیا تھا تو نے، نہ کیا جانا میں نے اور جو تقصیر کہ تجھ سے صادر ہوئی تھی، درگزرا میں، توبہ تیری قبول ہوئی ہے اور توں آزاد ہے دوزخ کی آگ سے اُس نام سبب کہ تیری ماں نے رکھا ہے، فردائے قیامت بے حساب بہشت میں جاوے۔ لیکن جب حُر کے بھائی مصعب نے دیکھا کہ حُر نے آخرت اختیار کر، ہاتھ آلِ عبا کے دامن میں مارا؛ وہ بھی گھوڑا اُٹھا، بھائی پاس آ، کہا؛ اے بھائی! خضرِ راہ میرا ہو اور ظلماتِ کفر سے سرچشمۂ حیات کوں پہنچا۔ حُر بھائی کوں حضرت پاس لایا۔ حضرت اُسے بھی گلے لگا، نوازش فرمائے۔ پھر حُر نے کہا؛ یا ابنِ رسول! رات اپنے باپ کوں خواب میں دیکھا میں کہ کہتا ہے؛ اے حُر! اِتے دن توں کہاں تھا؟ کہا؛ میں گیا تھا جو راہ حسین پر روکوں؛ وہ کہا؛ واویلا اے فرزند! تجھے فرزندِ رسولِ خدا سے کیا کام؟ اگر آتشِ دوزخ کی طاقت رکھتا، اُس سے لڑ اور اگر اُس کے جد کی شفاعت چاہتا، جا اُس کے آگے مر، پس اُمیدوار ہوں کہ میدان میں جاؤں۔ حضرت فرمائے؛ اے حُر! توں مہمان ہمارا ہے؛ صبر کر، تا اور کوئی جاوے۔ کہا؛ یا ابنِ رسول اللہ! پہلے حُر ہی لڑنے کوں آیا۔ پس اُمیدوار ہے کہ اب حُر ہی پہلا شہید کہلاوے۔ آخر رخصت پا، میدان میں گیا اور حُر کوں عرب میں ہزار سوار برابر گنتے تھے۔ مردِ فرزانہ اور بہادرِ یگانہ تھا۔ للکارا کہ ہاں کوئی نامرد آوے۔

جوں عمر سعد ملعون نے حُر کوں میدان میں دیکھا، لرزہ بدن میں پڑا اور صفوان بن حنظلہ لعین کوں کہا؛ جا اور حُر کوں نصیحت کر مجھ پاس لا اور اگر نہ مانے سر اُس کا کر جدا۔ صفوان آ، حُر کے برابر ہو کہا؛ اے حُر! توں مردِ عاقل اور بہادرِ کامل ہے۔ کہاں روا کہ یزید سے پھرے اور حسین طرف مُڑے۔ حُر کہا؛ اے بد بخت! تیری عقل سے عجب ہے۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

کہ یہ بات کی۔ یزید پلید فاسق و ظالم ہے اور حسینؑ پاک و پاکیزہ و معصوم۔ اُس کی ماں فاطمۃ الزہرا کا نکاح بہشت میں ہُوا اور اُس کا گہوارہ جبرئیل جھلایا۔ رسولِ خدا اُس کے منھ کے بوسے لیا اور اس کوں اپنے باغ کا ریحان کہا۔ صفوان لعین کہا؛ میں بھی یہ سب جانتا بلکہ زیادہ اِس سے پہچانتا لیکن ہم سپاہی (ہیں) ہمیں مال و منال چاہیے، فضیلت و بزرگی کیا کام آوے۔ حُر کہا؛ اے ملعون! حق کوں جانتا اور چھپاتا۔

صفوانِ بے ایمان جھنجھلا نیزہ سینۂ حُر کے حوالے کیا۔ حُر جواں مرد نے اُس کا نیزہ چھینا اپنا نیزہ اس کے سینۂ پر کینہ پر مارا کہ اُس کی پیٹھ سے گز بھر پھوٹ نکلا۔ پھر اُسی نیزے سے اُٹھا زمین پر پٹکا کہ تمام استخواں چور ہوئے اور شور دونوں لشکر سے اُٹھا۔ صفوان کے تین بیٹے اجل گرفتہ تھے باپ کے غصّے سے تینوں حملہ کیے۔ حُر نے بھی جگر سے نعرہ اینچ اور خدا کوں یاد کر، ایک کی کمر پکڑ، زین سے اُچک زمین پر مارا کہ گردن اُس بدبخت کی اکھڑ گئی اور دوسرے پر دوڑ شمشیر ماری کہ چھاتی تمام کھُل گئی۔ تیسرا ملعون بھاگا۔ بھاگے ہوے پر نیزہ مارا کہ پیٹھ سے پھوٹ نِکلا۔ تب منھ حضرت کی طرف کر کہا؛ یا ابن رسول اللہ! مجھ سے راضی ہوا اور بخشا؟ حضرت فرمائے کہ میں راضی ہُوا۔ حق تجھ سے راضی ہوجیو۔ حُر وہ بشارت سُن، خوش وقتیِ تمام سے پھر منھ میدان طرف کر لڑائی کے دریا میں غوطہ کھایا اور جدھر کہ منھ کیا، مارے ہوؤں سے پشتے بنایا۔ اُس درمیان ایک پیادہ نے دوڑ اس کے گھوڑے کوں پے کیا۔ حُر پیادہ لڑائی میں مشغول ہُوا اور اُس کے غصے کی آگ نے شعلہ اینچا۔

حضرت دیکھے کہ حُر پیادہ لڑتا ہے، گھوڑا تازی نژاد اپنا با سازِ قیمتی بھیجا۔ حُر اُس کی رکاب چوم، سوار ہُوا، اور داہنی طرف کی فوجوں کوں مار جہنّم بھیجا۔ تب لگ کہ تمام لشکر کوں تل اوپر کر پراگندہ کیا۔ جوں چاہا کہ پھر کر حضرت پاس جاوے، ہاتفِ آوازہ دیا کہ اے حُر! مت پھر کہ حوریں تیرے قدم کی ہیں منتظر۔ حُر وہیں سے حضرت طرف منھ کر کہا؛ یا

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

ابن رسول اللہ! تیرے دادا پاس جاتا ہوں، کچھ پیغام دل آرام دیتا ہے؟ حضرت ردکر فرمائے! اے حُر! خوش دل رہ کہ ہم بھی تیرے پیچھے آتے ہیں۔ اس وقت شور حضرت کے لشکر سے اُٹھا اور حُر نے آپ کوں کافروں پر مارا کہ نیزہ ٹوٹ گیا۔ پھر شمشیر اپنی جبس نابکار کے سر پر جھاڑا، سینہ لگ کھول دیا اور جبس کی کمر میں مارا، دو ٹکڑے کیا تب لگ کہ عمر سعد کے علم دار لگ پہنچا۔ عمر لعین بے تاب ہو، نعرہ اپنے لشکر پر مارا کہ ہاں گرداگرد سے گھیرو۔ تب لشکریوں نے غلبہ کر چوطرف سے حُر پر زخم چلائے، ناگاہ قصور بن کنانہ لعین نے ایک نیزہ حُر کے سینۂ بے کینہ پر مارا، کاری لگا، لیکن حُر نے بھی ایسی تلوار ماری کہ کمر لگ دو کیا۔ تب حُر بھی گھوڑے سے گر پکارا! یا ابن رسول اللہ! اَدْرِکْنِی اَدْرِکْنِی۔ حضرت گھوڑا دوڑا، حُر کوں میدان سے اُٹھا، اپنے لشکر میں لائے اور سر اُس کا اپنے زانو پر رکھ، آستین اپنی سے خاک حُر کے منھ کی پونچھتے تھے۔ ابھی ایک رمق جان باقی تھی، کہ آنکھیں کھول سر اپنا زانوے حضرت پر دیکھا۔ مسکرا کر کہا! یا ابن رسول اللہ! مجھ سے راضی ہوا؟ حضرت فرمائے! میں تجھ سے راضی، حق تجھ سے راضی ہوجیو حُر یہ بشارت سُن جان اپنا جان دینے والے کوں سونپا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

آٹھویں مجلس

ہے مجلس آج آٹھویں، قاسم کا (ہے) بیاہ
رتس میں قضا قدر کا عجائب خیال ہے

ناقلانِ درد و محن اور مُخبرانِ غم و شیون شہادتِ قاسم ابنِ حسن یوں بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین علیہ السّلام دیکھے کہ یار و مددگار نہ رہے، آہِ سوزناک جگر سے بھرے لیکن جوں قاسم وہ حال دیکھا، دُھواں اُس کے دل سے اٹھا اور روبرو چچا بزرگوار کے جا کہا؛ یا عمّاہ! اب مجھے طاقت بھائیوں کی جدائی کی نہیں رہی۔ زمانے نے تختِ راحت سے خاکِ مصیبت پر بٹھایا اور روزِ وصال کوں ایامِ ہجراں کر دکھایا۔ رخصت ہوے کہ بدلا بھائیوں کا نکالوں یا اپنا سر بھی اُن پیچھے دوں۔ حضرت فرمایے؛ اے جانِ عم! تو مجھے میرے بھائی سے یادگار ہے اور مجھ دلِ پُرغم کا غم گسار ہے پس تجھے کیوں کر رخصت دوں اور اِس سینۂ داغ دار پر یہ بھی داغ لوں۔ القصّہ قاسم رخصت نہ پا، لاچار خیمے میں جا، سر اپنا زانوے غم و الم میں

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

رکھ رونا شروع کیا۔ یکایک اس رونے میں یاد آیا کہ میرے باپ بزرگوار نے ایک تعویذ میرے بازو پر باندھ فرمایا تھا کہ جب تجھے غم کمال گھیرے، یہ تعویذ بازو سے کھولیو اور جو اِس میں لکھا ہووے، عمل کیجیو۔ تب قاسم نے تعویذ بازو سے کھول دیکھا کہ حضرت امام حسن علیہ السّلام نے اپنے خطِ مُبارک سے لکھا ہے کہ اے فرزند! وصیّت کرتا ہوں کہ جب بھائی میرے حسین کوں دیکھے کہ کربلائے پُربلا میں بیچ ہاتھ شامیانِ (پُر) دغا اور کوفیانِ بے وفا کے گرفتار ہووے۔ البتّہ سر اپنا اُس کے قدم تلے نثار کیجیو اور جان اپنا اُس جان لیے دیجیو اور وہ جس قدر تجھے منع کریں، توں اُسی قدر مبالغہ کیجیو کہ حسین پر جان فدا کرنا نہایت سعادت اور وسیلۂ شہادت ہے۔ جوں قاسم وہ وصیّت نامہ پڑھا، بہ خوشی تمام چچا بزرگوار کنے گیا اور وہ کاغذ گزرانا۔ شاہِ شہیداں نے جوں وہ کاغذ دیکھا، آہِ دردناک بھر زار زار رو کہا: اے جانِ حسین! اپنے باپ کی وصیت پر عمل کرے گا اور مجھ لیے مَرے گا۔ پس مجھے بھی تیرے حق میں ایک وصیّت کی ہے چاہیے کہ میں بھی بجالاؤں۔ پھر ہاتھ قاسم کا پکڑ، خیمہ میں سِدھار، قاسم کی ماں کوں فرمائے، پوشاکِ نو قاسم کو پنھاؤ اور اپنی بہن زینب کوں فرمائے، جامہ دانی بھائی حسن کی لاؤ، اُس میں سے جامہ قیمتی بھائی حسن کا نکال قاسم کوں پنھائے اور چیرا اپنے ہاتھ سے اُس سر پر باندھ اپنے بھائیوں عون و عباس کوں بُلائے۔ پھر وہ بیٹی اپنی کہ نام زدِ قاسم تھی، اُس سے نکاح باندھ فرمائے: اے قاسم! یہ امانت تیرے باپ کی ہے، وہ آج لگ مجھ پاس تھی، اب لے۔ یہ کہہ ہاتھ اُس کا قاسم کے ہاتھ دے باہر سِدھارے۔

قاسم ہاتھ دلھن کا پکڑ منھ اُس کا دیکھتا تھا کہ لشکرِ عمرِ سعد سے آواز آئی: اے حُسین! کوئی اور رہا ہے تو میدان میں بھیج۔ جوں وہ آواز قاسم کے کان پہنچی، ہاتھ دلھن کا چھوڑ، چاہا کہ باہر جاوے، دلھن نے دامن پکڑ کہا: اے قاسم! کیا خیال رکھتا اور کہاں جاتا؟ قاسم نے کہا: اے نورِ دیدہ! قصدِ میدان رکھتا۔ دامن چھوڑ کہ

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust
تیری دُلھنی اور میری دامادی قیامت پر پڑی۔ پھر دلھن کہی! عجب بات فرماتے کہ دلھنی تیری اور دامادی میری قیامت پر پڑی۔ پس فردائے قیامت تمھیں کہاں پاؤں اور کس نشان سے پہچانوں؟ قاسم اپنی آستین پھاڑ کہا! اِس نشان سے، بجھے میرے باپ اور اپنے دادا پاس ڈھونڈیو۔

جب حضرت امام حُسین نے دیکھا کہ قاسم میدان میں چلا، کہے! اے جانِ چچا کی! اپنے پانو سے گور میں جانا ہے، اس طرح نہ جا اور مرنے کی طرح سیکھ جا۔ پھر اپنے ہاتھ سے گریبان قاسم کا چاک کر، دونوں آنچل چیرے کے منھ کی دونوں طرف لٹکائے اور صورت کفن بنا شمشیر اپنی دے (رخصت کیے) لیکن جیوں قاسم مَیدان میں آیا اور مُبارِز بُلایا، کوئی قبول نہ کیا۔ اُس کے غصّے کی آگ نے شعلہ اینچا اور داہنے بائیں فوجوں پر ٹوٹ بہت ظالموں کوں خاک برابر کیا۔ یوں ہی چار حملہ کر، پھر میدان میں آ، مُبارِز چاہا۔ عمر ملعون نے ایک لعین ارزق نام کوں کہ سپہ سالار شام کا تھا، بلا کہا! اے ارزق! ہر سال دو ہزار دینار یزید سے لیتا اور بہادروں کے کان میں شہرہ اپنی بہادری کا پہنچاتا، بارے اِس جواں کوں ہمارے سر سے دفع کر۔ اُس نے کہا! اے عمر! یہ بات تجھ سے بعید ہے کہ مجھے ملکِ شام میں ہزار سوار کے برابر گنتے اور توں مجھے ایک لڑکے سے لڑنے کوں بھیجنا چاہتا ہے کہ نام وننگ میرا توڑے۔ مجھے ننگ آتا ہے کہ اُس سے لڑوں۔ عمرِ نحس گھڑک کہا! اے ملعون! یہ لڑکا کیوں کر ہے؟ فرزند حسنِ مجتبیٰ کا، پوتا شیرِ خدا کا، نواسا محمدؐ مصطفےٰؐ کا، کئی سو بہادروں کوں، ابھی تجھ آگے مار چکا۔ قسم خدا کی کہ وہ پیاس سے عاجز ہے، وگرنہ اُسے عار تھی کہ ہم سے بات کرے۔ جا بہانہ نہ کر اور لا اُس کا سر تا یزید و ابنِ زیاد آگے عمدہ کہلاوے اور آبرو پاوے۔

ارزق کہا! اگر بدن میرا مقراض سے ریزہ ریزہ کرے تو بھی اُس سے لڑنے

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust
نہ جاؤں، اور جو بہت مجد ہے، چار بیٹے ہیں میرے ایک کوں بھیجتا کہ سر اس کا لاوے اور تجھے اِس غم و غصّے سے چھڑاوے۔ تب بڑے بیٹے کوں بلا، قاسم کے مقابلے بھیجا۔ اس بدبخت نے آ، قاسم پر حملہ کیا۔ قاسم نے بھی للکار، نیزہ اُس کے سینۂ پُر کینہ پر چلایا۔ وہ لعین سپر فولادی روکا۔ نیزہ قاسم کا ٹوٹ گیا۔ قاسم نے جھنجھلا تلوار اینچی۔ اُن نے بھی تلوار قاسم کے حوالے کی۔ قاسم سپر روکا۔ شمشیر اس بدبخت کی نے سپر کاٹ، ہاتھ قاسم کا زخمی کیا۔ محمد انس نے اور سپر پہنچائی، پھر چیرا اپنا پھاڑ چاہا کہ قاسم کے ہاتھ میں باندھے، قاسم نہ باندھنے دیا اور ڈھال ہتھوا نس کر پھر اُس حرام زادے پر حملہ کیا۔ وہ بھی چاہا کہ قاسم پر حملہ کرے۔ گھوڑا اُس کا کھڑا ہوا اور وہ زمین پر گرا۔ چیرا سر سے اتر گیا۔ بال سر پر بڑے رکھتا تھا۔ قاسم نے گھوڑے سے جھک، بال اُس کے ہاتھ میں لپیٹ گھوڑا اُٹھایا اور تمام میدان میں لوٹایا۔ پھر ہاتھ سے ڈال گھوڑا اُس پر دوڑایا کہ تمام اُستخواں چور ہوے۔ پھر اسی کی شمشیر اور نیزہ لے، للکارا کہ اور نامرد آوے۔ دوسرا بیٹا بغیر رخصت باپ کے آ کہا؛ اے بے رحم! مارا توں نے ایسے جوان کوں کہ تمام شام میں مانند اس کا نہ تھا۔ قاسم کہا؛ اے دشمنِ خدا! تجھے بھی اسی پاس بھیجتا۔ یہ کہہ ایسا نیزہ پہلو میں مارا کہ دوسرے پہلو پھوٹ نکلا۔ تیسرا بیٹا سر میں خاک ڈال، گریبان چاک کر گھوڑا اُٹھایا۔ قاسم وہی نیزہ اس کے پیٹ پر مارا کہ پیٹھ پھوڑ نکلا۔ چوتھا حرام زادہ گالیاں دیتا ہوا، قاسم پر حملہ کیا۔ قاسم نے ایک تلوار ماری کہ سیدھا ہاتھ اُس کا قلم کیا۔ پھر وہ بھاگا اور نزدیک اپنے لشکر کے پہنچ جہنّم واصل ہوا۔ لیکن جب ارزق بدبخت چاروں بیٹے موئے دیکھا، جہانِ روشن اس آنکھوں آگے اندھیر ہوا۔ خاک سر میں ڈال اور گریباں پھاڑ، قاسم کے مقابل آ کہا؛ اے قاسم سنگ دل! ایسے چار بیٹے میرے تھارے کہ شہرِ شام میں کوئی ان کے برابر نہ تھا۔ قاسم نے کہا؛ غم نہ کھا، تجھے بھی انھی

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

پاس بھیجتا ہوں۔ لیکن جوں حضرت امام حسین علیہ السلام، ارزق کوں قاسم کی برابر دیکھا ہاتھ اُٹھا، پروردگارِ عالمیان سے فتح و نصرتِ قاسم کی دُعا مانگے۔ دونوں لشکر دیکھتے تھے کہ ارزق نے نیزہ قاسم پر چلایا۔ قاسم نے اس کا نیزہ رد کر اپنا نیزہ چلایا۔ یوں ہی بارہ[12] وار آپس میں ہوے۔ تب ارزقِ نابکار نے جھنجھلا، ایک نیزہ قاسم کے گھوڑے پر مارا کہ گھوڑا گرا اور قاسم پیادہ رہا۔ تب حضرت نے محمد انس کوں فرمایا؛ اے ابنِ انس! دوڑ میرے پیارے قاسم کی خبر لے اور یہ کوتل میرا لے جاکر اُسے دے۔ ابنِ انس نے کوتل قاسم کوں پہنچایا اور سوار کروایا۔ پھر قاسم ارزق پر حملہ کیا اور تین وار آپس میں ہوے۔ آخر ارزق شمشیر اینچ دوڑا۔ قاسم بھی تلوار اینچ کہا؛

اب آ تو یہاں، جنگِ شیراں کریں
یہاں دست بردِ دلیراں کریں

جوں ارزق لعین تلوار قاسم کے ہاتھ دیکھا، پہچانا کہ یہ میرے بڑے بیٹے کی ہے (کہا؛) اے قاسم! یہ تلوار تیرے ہاتھ کیوں کر لگی؟ قاسم کہا کہ تیرے بیٹے کی یادگار ہے، تجھے بھی شربتِ مرگ اسی سے چکھاؤں اور تیرے فرزندوں کنے پہنچاؤں۔ لیکن اے ارزق! کہاں روا ہے کہ مرد سپاہی کہلاوے اور سوار ہوتے گھوڑے کے تنگ کی خبر نہ رکھے کہ ایسا سُست ہوا۔ نزدیک ہے کہ زین پھرے اور توں گرے۔ ارزق جوں تنگ دیکھنے کوں جھکا، قاسم ایسی تلوار مارا کہ کلکڑی سا دو کیا اور شور لشکرِ شام سے اُٹھا۔ قاسم اپنے گھوڑے سے اتر، اُس کے گھوڑے پر سوار ہو، کوتل چچا کنے لایا۔ جوں نزدیک پہنچا، گھوڑے سے اُتر، رکابِ عالی کوں بوسہ دے کہا یاعمّاہ! العطش؛ العطش!! حقّا کہ اگر ایک قطرہ پانی کا پاؤں، ایک ظالم کا سر تن پر نہ رکھوں۔ حضرت فرماے؛ اے جانِ حسین! نزدیک ہوا کہ دادا کے

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust
ہاتھ سے شربتِ کوثر پیوے۔ بجا کہ ماں تیری فراق میں روتی اور آرزومند ہے تیرے دیدار کی۔ قاسم نے یہ سنتے ہی آہ ماری۔ جوں ماں اور دُلھن وہ آواز سنیں، خیمے سے باہر دوڑیں اور قاسم کے پانْو پر لوٹیں۔ قاسم انھوں کی دل داری لگے کرنے اور صبر و تحمّل لگے فرمانے۔ پھر کہے! اے عزیزو! آج وہ دن ہے کہ باد خوشی کی دِلوں کے باغ پر نہیں چلتی اور بو شادی کی مَشامِ اَرواح میں نہیں پہنچتی۔ جوں چمنِ زندگانی تمھارے کوں تازگی نہ رہی، ویسے ہی پھول مراد و شادمانی میری کا بھی کملا رہا ہے اور جیسے تمھیں طاقتِ تنہائی نہیں، ایسے ہی مجھے بھی قوتِ صبر اور جدائی نہ۔ لیکن یہ دوری ضروری ہے اور جُدائی بے اختیاری۔

پھر جوں قاسم میدان میں پہنچا، آنکھ عمرِ لعین کے نشان پر پڑی کہ اُس سر پر کھڑا کیا تھا۔ گھوڑا اُدھر ہی چلایا اور قصد اس نشان کے توڑنے پر دوڑایا کہ راہ میں پیادوں نے گھیرا۔ جوں قاسم پیادوں کی لڑائی میں مشغول ہُوا، گرد سے سوار آ گھیرے اور تیر و نیزہ و شمشیر چلے۔ قاسم دریاے لڑائی میں غوطہ کھایا اور پھر موتی فتح و ظفر کا پایا۔ تیس سوار اور پچاس پیادے گرایا۔ اور صف سواروں کی چیر گھوڑا باہر چلایا کہ کوفیوں نے تیر باراں کیا اور گھوڑا زخمی ہو گرا۔ آہ! شیثِ لعین نے نیزہ سینۂ بے کینۂ قاسم پر مارا کہ بھالِ نیزہ پیٹھ سے پھوٹ نکلی اور قاسم زمین پر گرا۔ آہ! ستائیس زخم قاسم کے بدن پر بیٹھے تھے اور لوہو جاری تھا کہ قاسم پُکارا! اے چچا! اپنے قاسمِ بے کس کی خبر لے۔ جوں یہ آواز حضرت کے کان پہنچی، گھوڑا اُٹھا، صفوں کو برہم مار دیکھے کہ قاسم لوہو میں مانند مچھلی بن پانی کے تڑپتا ہے اور شیثِ لعین چاہتا کہ سر کاٹے۔ حضرت ایک تلوار سے اُسے دو کیے اور قاسم کوں اُٹھا خیمہ میں لائے۔ ابھی ایک رمق جان باقی تھی کہ چچا نے سر قاسم کا اپنے زانو پر رکھ، بوسے اُس منھ پر دیے

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

دُلھن اور ماں، شہر بانو اور پھوپیاں روتیاں تھیں اور خاک سر پر اُڑاتیاں تھیں کہ قاسم نے آنکھ کھول سب کی طرف دیکھا اور دلھن کی طرف مسکرا جان دینے والے کوں سونپا۔

اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

بارھویں مجلس

پڑھ مجلس آج بارہویں حضرت حسین کی
اے فضلی! کُلُّ نفسٍ جس حق میں فال ہے

نکتہ سنجانِ اَخبارات شیون و شین اور دقیقہ فہمانِ آثاراتِ سیّد الثقلین شہادت حضرتِ سیّد الشہداء الحسین، نور دیدۂ نبی الحرمین، سرورِ سینۂ شہ سوارِ معرکۂ بدر و حنین، جگر گوشۂ سیّدۃ النساء الکونین کوں قلمِ مشکیں رقم سے یوں ترقیم کرتے ہیں کہ جب حضرت امام حسین علیہ السّلام نے کوفیوں سے مہلت ایک رات کی چاہی، اور وہ رات دسویں شب قتل کی تھی، تمام رات اوراد و وظیفہ میں اور عبادت و طاعتِ خدا میں گزرانی اور صبح کوں بن پانی خاک سے تیمّم کر نماز پڑھی، لیکن اہلِ بیت تمام رات ہَول میں تھے کہ ہائے صبح کیا ہوگا؟ اور شہر بانو تمام رات رو رو کر آنکھوں میں کاٹیں تھیں کہ وقتِ صبح ہجومِ غم و فکر سے آنکھ لگ گئی۔ حضرت ابھی وظیفۂ صبح میں تھے کہ یک مرتبہ شہر بانو روتی ہوئی چوکیں اور چیخ مار زار زار رونے لگیں۔ حضرت پوچھے کہ کون رووے ہے؟ زینب کہیں کہ شہر بانو۔ حضرت

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

ٹھے اور رونے کا سبب پوچھے۔ شہر بانو کہیں کہ اے مظلوم! تمام رات روتے گزرانی اور اپنے سوتے نصیبوں پر سونا بہتر نہ جانی۔ ابھی غافل ہوئی تھی، نہ نیند سے بلکہ ہجوم غم سے، کہ ہائے اب کیا ہوگا۔ اُس غفلت میں دیکھی کہ اِس میدان میں سیر کرتی پھر دل ہوں۔ پھرتے پھرتے یہ ٹیلہ جو سامھنے نظر آتا ہے اُس پر چڑھی، دیکھتی ہوں کہ نیچے اُس ٹیلے کے امّاں فاطمہؓ گریباں چاک، ننگے پانو، سر کھولے، اپنے سر کے بالوں سے میدان کوں جھاڑتی۔ میں جلدی سے نیچے اتر کہی کہ یا سیّدۃ النّسا! یہ کیا حال بنائی اور کیوں اپنے سر کے بالوں سے اِس میدان کوں جھاڑتی؟ بے اختیار آہ مار کہیں! اے شہر بانو! آج میرا حُسین یہاں شہید ہوئے گا اور مانندِ مُرغِ بسمل اِس میدان میں لوٹے گا، پس میں یہ میدان اِس واسطے جھاڑتی کہ کوئی کانٹا اُس کے گل سے بدن میں نہ چبھے، اور کوئی کنکر اُس کی نازک پیٹھ اور نازنین پہلووں کوں تصدیعہ نہ دے۔ پس اے امامِ مظلوم! اِس واسطے روتی کہ اب تک مجھے تیرے بچنے کی آس تھی اور اب آس میری ٹوٹی۔

القصّہ روایت ہے کہ بہ مع علی اصغر بہتّر تن درجۂ شہادت و زمرۂ سعادت میں سرافراز ہوئے تھے اور سوائے امامِ زین العابدین کوئی امامِ مظلوم پاس نہ رہا۔ جب حضرت آپ کوں اکیلا دیکھے، ایک آہِ دردناک اپنے جگر جلے سے اینچے اور فرزندوں کی یتیمی، اپنی غریبی اور ناموس کی بے کسی پر اندیشہ کر زار زار روئے۔ لیکن جب زین العابدین نے آپ کوں اکیلا روتے دیکھا، باوجودے کہ بیمار تھا اور طاقتِ حرکت نہ تھی، خیمے سے باہر نکل نیزہ اُٹھایا اور ضعف سے مثال بید کے لرزتا اور کانپتا تھا، اسی حال سے قصدِ میدان کیا۔ جوں حضرت کی نظر زین العابدین پر پڑی، بے اختیار آہ مار، فرمائے، اللہ اللہ، اے فرزندِ دل بند! پھر، پھر، کہ نسل میری تجھ سے قائم رہے گی اور تجھے وصی اپنا کیا میں نے۔ عورات اور بچوں اپنوں کوں تجھ پاس سونپا اور

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust
جو جو امانتیں کہ باپ دادا سے مجھے پہنچی ہیں، میں تجھے سونپتا ہوں۔ پھر زین العابدین کوں خیمے میں لا، سب امانتیں سونپ، جو جو کہنا تھا، سو کہا۔ پھر پوشاک اور ہتھیار منگائے اور جامۂ قیمتی پہن، چیرا رسولِ خدا کا سر پر باندھ، ڈھال حمزہ سیّد الشّہدا کی پیٹھ پر لگائے اور ذوالفقارِ حیدرِ کرّار حمایل کر لٹکائے، پھر ذوالجناح پر سوار ہو قصدِ میداں کیے۔ پردہ نشینِ حجلۂ عصمت پیچھے دوڑے اور کہے! یا ابنِ رسول اللہ واویلاہ و وامصیبتاہ! ہمیں کس پاس سونپا اور اس غریبی و بے کسی میں کس پر چھوڑا؟ امامِ مسافر غریب فرمایا کہ پھرو اور صبر کرو کہ تمھیں خدا کوں سونپا کہ وہ وکیل میرا ہے تمھاری مہمات میں۔

لیکن جب حضرت میداں پہنچے، نیزہ زمین میں گاڑ فخریہ شروع کیے، پھر فرمائے اے قوم! ڈرو، ڈرو اُس خدا سے کہ دن سے رات کرتا اور رات سے دن، مارتا اور جلاتا، روزی دیتا اور جان لیتا۔ اگر اُس خدا پر اقرار رکھتے ہو اور اُس کے رسول محمدؐ مصطفےٰ پر کہ دادا میرا ہے ایمان لائے ہو، پس مجھ پر ستم نہ کرو اور ظلم روا نہ رکھو اور ڈرو فردائے قیامت سے کہ جب دادا اور باپ ماں میرے تم سے دشمنی کریں اور حوضِ کوثر سے تمھیں پانی نہ دیں۔ بہتّر تن بھائی بھتیجے بھانجے بیٹے میرے اور یار و یاور و ہوادار و دوست داروں میرے سے مارے اور اب قصد میرے مارنے کا کیے اور واسطے ملک کے مجھے مارتے، پس راہ دو کہ (روم یا) حبش میں جاؤں یا ترکستان کی راہ لوں، اور میرے اہل و عیال و اطفال کہ جگر اُن کے پیاس سے کباب ہیں تھوڑا پانی انھیں دو کہ فردائے قیامت تم سے دشمنی نہ کروں اور دعوئ کسو کے خون کا نہ دھروں۔ و اگر مجھے راہ اور اُنھیں پانی نہ دیتے پس اَلْحُکْمُ لِلّٰہِ وَرَضِیْنَا بِقَضَاءِ اللّٰہ۔

تب بُحیر بن ربیعہ و شیث بن ربعی اور شمرِ ذی الجوشن برابر حضرت کے آکہے! یا ابنِ ابو تراب! بات دراز نہ کر، آ، تا تجھے ابنِ زیاد پاس لے جاویں کہ وہاں بیعتِ یزید

Channel eGangotri Urdu

دے اور خلاصی اِس تہلکہ سے ... واللہ تجھ ... طرح چپ ... کہا ... حضرت نے وہ سن ہمہ

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

تلے ڈالا، اور عمرِ ملعون نے اپنے لشکر کوں ڈپٹ کہا کہ گرداگرد سے گھیرو اور بات نہ کرنے دو۔ آہ! اُس وقت بائیس ہزار سوار نے تیر چلائے اور ایک تیر حضرت پر نہ لگا۔ سب شرمندہ ہو، اُس روسیاہی سے سر تلے کیے، اور حضرت پھر خیمے میں تشریف لا، گھوڑے سے اتر، امام زین العابدین کوں گلے لگا روئے، اور سب بہنوں، بیٹیوں کوں رُخصت کر، سوار ہو ارادہ لڑائی کیے، کہ بہنیں بیٹیاں ذوالجناح کے پانو پر گر، رونے لگیاں اور حضرت انھوں کوں صبر و تسلّی فرما، میداں میں سدھارے اور چاہے کہ اُس فوجِ مقہور پر حملہ کریں، یکایک ایک گرد و غبار پُر اندھیار پیدا ہوا، کہ کوئی کسو کوں نہ دیکھ سکتا تھا اور اُس گرد سے ایک شخص بہ صورتِ عجیب و بہ شکلِ غریب گھوڑے پر سوار، سر اور دونو ہاتھ اُس کے گھوڑے کے سر اور ہاتھوں مانند اور پانو اُس کے اونٹ کے پانو جیسے، حضرت پاس آ، سلام کیا۔ حضرت نے جواب دے کہا؛ توں کون ہے کہ ایسے وقت مجھ سے مظلومِ بےچارہ اور غریبِ آوارہ کوں سلام کرے ہے؟ کہا؛ یا ابنِ رسول اللہ! میں سردار پریوں کا ہوں، اور صاحب میرا سیّدِ آخر الزّمان ہے اور غلام شاہِ مرداں کا۔ نام میرا عفرائیل ہے اور لشکر میرا اس جنگل میں حاضر۔ باپ تمھارے نے جب بیر العلم کے کنوئیں میں آ، دیووں کو مسلمان کیا تھا، میرے باپ کوں بھی مُسلمان کر، مرتبہ سرداری کا دیا تھا۔ بعد وفات باپ کے سب میرے حکم میں ہیں۔ رخصت ہووے کہ بمعیت لشکر ان بدبختوں پر حملہ کروں اور مغز اِن ظالموں کا نکال، دوستوں کوں شاد کروں۔ حضرت فرمائے؛ اے عفرائیل! خدا تجھے اِس نیکی کا اجر دیوے۔ تمھیں رخصت آدمیوں کے مارنے کی نہیں، کیوں کہ تمھیں یہ نہیں دیکھتے اور تم انھیں مارو، پس یہ ظلم ہوئے۔ وہ عرض کیا کہ یا حضرت! ہم اِنھی کی صورت بن

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

بھیں دِکھلائی دایں حضرت فرمائے تمھارے ہاتھ کی ضرب بھاری ہے۔ اے
غفرائیل! میری خاطر لیے پھر جا اور انھیں تصدیعہ نہ دے کہ میں تجھ سے راضی ہُوا۔
پس غفرائیل بہ موجبِ حکم کیا اور حضرت قصدِ لڑائی کر فرمائے کہ ہاں کوئی نامرد آوے۔
تمیم بن قحطبۂ لعین، اُمرایانِ شام سے، حضرت کے برابر آ، کہا! اے بیٹے ابوتراب
کے! کب لگ دشمنی کرے گا؟ بیٹوں، بھائیوں نے زہرِ مرگ کا پیا اور رفیقوں،
چاکروں نے لباس موت کا پہنا، لیکن توں اب لگ لڑتا ہے۔ اکیلا ایک تنِ تنہا بیست
ہزار سوار کا کیا کر سکے گا؟ حضرت فرمائے؛ اے شامی! میں تم سے لڑنے کون آیا یا
تم بھائی اور فرزند میرے مارے اور اب میرے مارنے پر کمر باندھے۔ پس درمیان
میرے اور تمھارے سوا شمشیر کچھ اور بات نہیں۔ یہ کہ ایک نعرۂ جگرسوز اینچے کہ
بہت ملعونوں کے جگر پھٹ گئے اور جہنّم واصل ہوئے۔ تمیمِ لعین سراسیمہ ہُوا اور
ہاتھ اُس کا کام سے رہا۔ حضرت ایک شمشیر مارے کہ سر اُس کا پچاس قدم دور جا
پڑا۔ پھر قصدِ آبِ فُرات کیے کہ بہت پیاسے تھے۔ شمرِ ملعون اپنے لشکر کوں
للکارا! زنہار نہ چھوڑیو کہ حُسین پانی پیوے۔ اگر ایک قطرہ پانی پاوے، ہم میں
سے ایک کو جیوتا نہ چھوڑے۔ تمام لشکر نے غلبہ کر حضرت کوں درمیان لیا۔ امام
نے بھی مارے ہوؤں سے پشتے بنا، تمام لشکر کوں برہم کیا، پھر فرات پر
رسدھار، چلّو بھر پانی اُٹھا چاہے کہ پیویں۔ ایک آواز آئی کہ اے حُسین! تو پانی پیوتا
اور لشکر تیرے ناموس کے خیموں کوں غارت کرتا۔ حضرت غیرت سے پانی ڈال، خیموں
طرف گئے اور کسو کوں نہ دیکھے۔ جانے کہ لعین مکر ہی کیے تھے، یعنی پانی نہ پیوے،
پھر گھوڑے سے اُتر، قدم سراپردہ میں رکھے تمام اہلِ بیت خدمت میں حاضر ہوئے۔
فرمائے کہ اے پردگیانِ حرمِ عصمت! چادریں سر پر لو اور کمروں کو محکم باندھو، میری
مصیبت پر تیار ہو۔ پھر امام زین العابدین کوں گلے لگا، بوسے دے فرمائے!

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

اے فرزند! جب مدینہ میں پہنچے، سلام میرا دوستوں کوں پہنچا، کہیو کہ میرے باپ نے یوں فرمایا ہے کہ جب دکھ میں مبتلا ہو اور مصیبت میں پڑو، اُس وقت دُکھ اور غریبی میری یاد کیجیو اور جس کا گلا کٹا دیکھو، میرے حلقِ ناحق کٹے کوں یاد کریو اور جب پانی پیو، آہ! پیاس میری اور میرے بچوں کی نہ بھولیو۔

پھر شہربانو نے آ کہا! اے سیّد و اے سرور! میں یہاں غریب بے کس ہوں اور سوا تیرے کوئی غم خوار و غم گسار نہیں رکھتی۔ شاید دشمن تیرے بعد قصد میرا کریں اور حُرمت تیری حرم محترمہ کی نہ رکھیں۔ تب حضرت نے کہا کہ غم نہ کھا کہ کسو کا ہاتھ تجھ پر نہ پڑے گا۔ جب کہ مجھے زخموں میں چور کر گھوڑے سے زمین پر گرا دیں، گھوڑا میرا مجھ بغیر، تجھ پاس آوے، اُس پر سوار ہوجیو اور باگ اُس کے اختیار میں دیجیو کہ وہ تجھے اِس قوم سے باہر لے جاوے اور جہاں کہ حق تعالےٰ چاہے وہاں پہنچاوے۔ آہ! پھر امامِ مظلوم غریب، مُسافر، اہلِ بیت سے ایک ایک کوں رخصت کر سدھارا۔ لیکن یہ رُخصتِ آخری اور دیدارِ آخری تھا کہ پھر طرفین سے کسو کوں نصیب نہ ہُوا۔

القصّہ جب امامِ بے کس میدان میں پہنچا، عمرِ لعین ڈرا اور اپنے لشکرِ نامرد اثر کوں کہا! اے قوم! تم ایک ایک اُس سے بر نہ آؤ گے لیکن اِس وقت وہ پیاسا ہے اور مرنے کوں پہنچا، یک مرتبہ سب حملہ کرو۔ ووں ہی تمام لشکر دوڑا اور اُس امامِ مظلوم اکیلے کوں درمیان لیا۔ اُس وقت فرزندِ اسدُ اللہ نے دستِ یدُ اللہ سے ذوالفقارِ آتش بار، دشمن شکار کوں میان سے نکال مانند شیرِ غضب ناک کے اُن کتوّں پر حملہ کیا اور آوازِ گرج آثارِ اَنَا اِبْنُ رَسُولِ اللّٰہ سے زمین و آسمان کے ستونوں کوں تزلزل میں لا کہا، آہ! عجب حال، اور عجائبات وقت دیکھتا ہوں کہ کسو طرف سے نہ یار و ہوادار اور نہ غم خوار و غم گسار پاتا۔ (ترجمہ)

جس طرف دیکھوں ہوں سو دیکھے نہیں ہے مجھ طرف — اپنے بیگانوں میں کوئی آشنا میرا نہیں

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

راوی لکھے ہے کہ پھر ایک مرتبہ حضرت نے اپنے تئیں دریا پر پہنچایا اور چلّو بھر پانی اُٹھایا چاہے کہ نوش فرماویں، پیاس اہلِ حرم اور اطفال کی یاد آئی، پانی ہاتھ سے ڈال دیے اور نہ پیے، لیکن جب حضرت دریا میں اترتے اور پانی اٹھاتے، ذوالجناح گھوڑا پانی میں منھ نہ ڈالتا اور کہتا، نہ پیوں پانی جب لگ کہ خاوند میرا نہ پی چکے۔ غرض جب امامِ مظلوم پانی ڈال دریا سے نکلا، دیکھا کہ بہت کوفیوں نے قصد خیموں کا کیا۔ حضرت فرمائے، اے آلِ ابوسفیان! اگرچہ دین نہ رکھتے لیکن عرب کا عار بھی نہیں کرتے کہ میرے جیوتے جیو، قصد میرے ناموس کا کیے۔ اگر غرض تمھارا میرا مارنا ہے، پس میں یہاں کھڑا ہوں۔ ناموس میرے سے کیا کام؛ بارے وہ ملعون پھرے اور حضرت تین حملے میں خیمے سے تالبِ فرات چار ہزار ملعونوں کوں جہنم بھیجے، اور پھر تیسری مرتبہ گھوڑا دریا میں ڈال، تھوڑا پانی اُٹھا چاہے کہ پیویں، جوں پانی منھ پاس لائے، آہ! حصین ملعون نے ایک تیر منھ پر مارا کہ پانی اور لہو مل گیا اور وہ پانی نصیب نہ ہوا، اور ہونٹ اور زبانِ مبارک کٹ کر، منھ لہو سے بھر گیا۔ پھر چو طرف سے تیر باراں شروع ہوا۔ اور ایک نامرد نے ایک تیر پیشانی مبارک پر مارا۔ حضرت نے وہ تیر اپنے ہاتھوں سے اینچا، اور لہو جاری ہوا۔ راوی لکھّے ہے کہ ساٹھ زخم حضرت کے بدن پر لگے اور حضرت زخموں کے سبب گھوڑے سے اُتر قبلہ رو بیٹھے۔ اُس وقت زمینِ کربلا لرزی اور آسمان و زمین روئے۔ تب وہ کتّے بے دین دلیر ہو، حضرت کوں درمیان لیے اور چو طرف سے چوٹِ تیر و تفنگ شروع کیے۔ شمر بدبخت نے نعرہ پیادوں پر مارا کہ کیا ایک شخص کے ہاتھ سے عاجز ہو رہے ہو۔ لیکن پیادوں سے جو کہ آگے آتا تھا، حضرت کا منھ دیکھ شرمندہ ہو پھر جاتا تھا۔ اور کہتا کہ ہم نہیں چاہتے جو فردائے قیامت یہ خون ہماری گردن (پر) ہووے۔ تب عمر ملعون آیا کہ

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

امامِ مظلوم کوں شہید کرے۔ حضرت نے فرمایا! اے ابنِ سعد! توں آیا کہ مجھے شہید کرے اور عَلَمِ حکومتِ رے کا سر پر دھرے۔ تب ملعون شرمندہ ہو پھر گیا۔ لیکن جب شمر حرام زادہ نے دیکھا کہ کوئی حضرت کوں شہید نہیں کرتا۔ گھڑک کہا! کیا چیز تمھیں مانع ہوتی کہ سر اِس کا نہیں کاٹتے؟

آہ! تب سِنان ابنِ انس نے ایک نیزہ حضرت کی پیٹھ پر مارا۔ واویلا! امامِ مظلوم بے کس اوندھے منھ زمین پر گرا۔ تب شمر ملعون سینۂ مبارک پر چڑھ بیٹھا۔ حضرت آنکھیں کھول پوچھے! توں کون ہے؟ کہا! میں شمر ہوں۔ فرمائے! منھ پر سے زرہ اُٹھا۔ جون ملعوں نے منھ کھولا سیّدالشہدا نے دیکھا کہ دانت اس کے مانند دانت سوّر کے ہیں۔ فرمائے! بارے یہ نشان تو سچ ہے۔ آپنی چھاتی کھول، جوں ملعون نے چھاتی کھولی۔ کوڑھ کا داغ اُس کے سینۂ پُرکینہ پر دیکھ فرمائے! صَدَقَ جَدِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہ! آج رات اپنے دادا کوں خواب میں دیکھا میں نے کہ فرماتے تھے مارنے والا تیرا اِس شکل کا ہوئے گا اور وقتِ نمازِ پیشین توں ہمارے پاس آوے گا۔ پس وہ سب نشاں تیرے پاس دیکھے۔ اے شمر! جانتا ہے کہ آج کون دن ہے؟ کہا! جمعہ اور روزِ عاشورا۔ پھر فرمائے! پہچانتا ہے کہ کون سی ساعت ہے؟ کہا! وقت خطبہ اور نماز پڑھنے کا۔ فرمائے کہ اِس وقت خطیب میرے دادا کی امّت کے منبروں پر خطبے پڑھتے اور نعت میرے دادا کی کہتے اور توں مجھ پر ایسا ظُلم کرتا؟ رسولِ خداؐ نے منھ اپنا میری چھاتی پر رکھا اور توں اِس طرح میری چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ وہؐ بوسے میرے حلق پر دیا اور توں شمشیر یہاں چلاتا۔ میں روحِ زکریا نبیؑ اپنے داہنے طرف اور روحِ یحییٰؑ بائیں طرف اپنے دیکھتا اور توں میری چھاتی پر چڑھا۔ اے شمر! وقت نماز ہے۔ اُٹھ میری چھاتی سے کہ

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

منھ طرف قبلہ کے کروں اور دو رکعت نماز پڑھوں کہ مجھ کوں نماز میں شہید ہونا باپ سے میراث ہے۔ جب کہ میں نماز میں ہوں، جو چاہے سو کر، آہ! تب شمرِ لعین سینۂ بے کینہٗ امام پر سے اُٹھا اور حضرت اتنی طاقت رکھتے تھے کہ منھ قبلہ طرف کر نماز میں مشغول ہوے۔ واویلا، شمرِ ملعون روسیاہ صبر نہ کیا۔ اِنّا لِلّٰہِ وَ اِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

فرہنگ

(الفاظ و محاورات)

آثار : نشانیاں، یادگاریں، واقعات،
روایات،

آلِ عبا: اہل بیت، وہ حضرات جنھیں رسول
اللہؐ نے آیۂ تطہیر کے نزول کے بعد
اپنی چادرِ مبارک (عبا) کے تحت
جگہ دی تھی۔

آمال : جمع امل = امید،

آیۂ تطہیر: وہ آیت جس میں اہلِ بیت کی
تطہیر (پاکی) کا بیان ہے۔

ابدی : دائمی، لافانی،

اتم : مکمل، پورا، تمام،

اجل گرفتہ: جس کے سر پر موت منڈلا رہی
ہو۔

احاطہ: گھیرنا، گرفت میں لانا۔

اَخبار : جمع خبر = حدیث، روایت

اُخروی: آخرت سے متعلق

اَخوان : جمع اَخ کی کہ اصلاً اخو تھا = بھائی

اَدرِکنی : میری خبر لیجیے، میری مدد فرمائیے

اِرادت: عقیدت

ارزانی کرنا: عنایت کرنا، عطا کرنا،

ارضِ ابلعی: وہ خطۂ زمین جسے طوفانِ نوحؑ
کا پانی نگل جانے کا حکم دیا گیا تھا۔
دیکھیے فرہنگِ آیات

ارضِ ماریہ: کربلا کے غیر آباد ریگستان کے قریب
ماریہ نام کی ایک چھوٹی سی بستی تھی،
اسی مناسبت سے بعض اوقات ارضِ

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

کربلا کو ارضِ ماریہ بھی کہا جاتا ہے۔

ارضِ کرب و بلا، کربلا : بے آرامی اور پریشانی کا مقام

اساطیر : جمع اسطورہ (STORY) داستان، قصّہ

اَشراف : شرفا، معززین، نیک لوگ، بزرگ لوگ

اَشرافِ عالمِ علوی : مقرّبانِ بارگاہِ الٰہی، فرشتے

اَصناف : جمع صِنف، قسم

اعتلا : سربلندی، سرفرازی

اعجاز : عاجز کرنا، عاجز کر دینے والی صفت

افتاح : کشادگی، بشاشت، فرحت، انبساط

اَفہام : جمع فہم، عقل

اکم : زیادہ، بے حد

العطش : پیاس، پیاس!

اُمُّ الکتاب : سورۂ فاتحہ

اَمانی : جمع امنیّہ، آرزو

امکان : عالمِ ممکنات

انشراح : شگفتگی، شگفتہ خاطری، بشاشت، انبساط

اِنصرام : تکمیل

اَوراد : جمع ورد، وظیفہ

اوہام : جمع وہم، قوتِ مُدرِکہ، تصوّر

اہتزاز : شادمانی، سرخوشی، ترنگ

ایالت : سرداری

ایجاد : وجود میں لانا، تخلیقِ کائنات، کائنات

اَیوان : محل، شہ نشین، دالان

(ب)

باذل : سخی، فیاض

بجد ہونا : بہ ضد ہونا، اِصرار کرنا

بخور : خوشبو

بخور انداز : معطّر کرنے والا۔ مہکانے والا

بدر : دیکھیے جنگِ بدر

بُرہان : دلیل، ثبوت، شہادت

بساط : فرش

بسرنا : ترک کرنا، چھوڑنا

بسیط : وسیع، کشادہ، پھیلا ہوا۔

بشارت : خوش خبری

بضاعت : پونجی، سرمایہ، استعداد، حیثیت

بلاغت : خوش بیانی، برمحل گفتگو کرنا، کلام کا مقتضائے حال کے مطابق ہونا۔

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

بُلَغا: جمع بلیغ۔ خوش بیان، قادر الکلام

بہجت: تازگی، فرحت، شادابی،

بہرہ: حصّہ

بیر العَلَم: ایک کنوئیں کا نام ہے جس میں کافر جنّات آباد تھے۔ حضرت علی نے اس کنوئیں میں کود کر ان سے جہاد کیا جس کے بعد وہ سب مسلمان ہو گئے۔

بے علّت: اسباب سے بے نیاز

بھال: اَنی، تیر کی نوک، نیزے کی نوک

(پ)

پرتو: کرن، جھلک

پلچنا: لپٹنا

پہن کرنا: پھیلانا، سایہ کرنا

پیشیں: اگلا، پہلا، نمازِ ظہر، نمازِ ظہر کو پیشیں کہنے کی وجہ یہ ہے کہ جبرئیلؑ نے رسول اللہؐ کو سب سے پہلے اسی نماز کی تعلیم دی تھی۔

پے کرنا: کونچیں کاٹ ڈالنا

(ت)

تازی نژاد: عربی النسل

تبوک: دیکھیے جنگِ تبوک

ترغیب: مائل کرنا، متوجہ کرنا۔ ترغیب دلانا، مائل کرنا، لالچ دینا۔

ترقیم: لکھنا، قلم بند کرنا۔

تشئید: استحکام، استواری

تصدیعہ: تکلیف دینا، دردِ سر

تضرع: گڑگڑانا، منت کرنا، رونا دھونا، اظہارِ عاجزی کرنا۔

تکوین: بنانا، وجود میں لانا، تخلیقِ کائنات

تل اوپر کرنا: اوپر نیچے کر دینا، الٹ پلٹ کر دینا، منتشر کر دینا۔

تمشیت: اجرا، نفاذ، روبہ عمل لانا۔

تمہید: ابتدا، آغاز، درستیِ کار

تنگ: نواڑ جس سے زین کسا جاتا ہے۔

تہ بندی: جز بندی کتاب کی، رنگ کاری کے لیے زمین تیار کرنا، آرائش

تیر باراں کرنا: مسلسل تیر برسانا

تہلکہ: ہلاکت، کشت و خون

(ث)

ثقلین: دو گروہ مراد جن و انس

ثنا: تعریف، ستائش

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

(ج)

جبروت : عظمت ، بزرگی ، جلالِ خداوندی
مرتبۂ واحدیت

جزیل : محکم ، استوار ، پائدار

جَناح : بازو

جنگِ بدر : بدر ایک مقام کا نام ہے جو مکّہ
اور مدینے کے درمیان واقع ہے ۔
سنہ ۲ ہجری (۶۲۳-۲۴ء) میں یہاں
کفّارِ مکّہ اور مسلمانوں کے درمیان پہلی
بڑی لڑائی ہوئی ۔ اِس جنگ میں کفّارِ مکّہ
کی تعداد ایک ہزار تھی اور ان کا امیرِ لشکر
ابوجہل تھا جو اِسی جنگ میں مارا گیا ۔
مسلمانوں کی تعداد صرف تین سو تیرہ تھی
اور ان کے امیرِ لشکر خود رسول اللہؐ تھے ۔

جنگِ تبوک : تبوک مدینے سے چودہ منزل کے
فاصلے پر نواحِ شام میں ایک گانو کا
نام ہے سنہ ۹ ہجری (۶۳۰ء) میں
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس مقام پر
قیصرِ روم کی فوجوں کے اجتماع کی خبر
ملی ۔ چنانچہ آپ تیس ہزار صحابہ کے
ساتھ وہاں پہنچے لیکن وہاں فوج کو موجود
نہ پاکر بیس دن قیام فرمانے کے بعد
مدینہ واپس تشریف لے آئے ۔

جنگِ حُنین : حُنین مکّہ سے طائف کی طرف
تین میل کے فاصلے پر ایک وادی ہے
یہاں فتحِ مکّہ کے بعد سنہ ۸ ہجری (۶۲۹ء)
میں رسول اللہؐ اور ثقیف اور ہوزان
قبیلوں کے درمیان جنگ ہوئی تھی ۔
فتحِ مکّہ کے بعد مسلمان یہ سمجھنے لگے تھے
کہ اب انھیں کوئی شکست نہیں دے
سکتا ۔ یہ زعمِ باطل خدا کو ناگوار گزرا ۔
چنانچہ پہلے ہی حملے میں مسلمانوں کے پیر
اکھڑ گئے ، لیکن رسول اللہؐ کے آواز
دینے پر وہ دوبارہ میدان میں آگئے اور
بالآخر یہ معرکہ سر کرلیا ۔

جنگِ صفّین : صِفّین عراق میں دریائے فرات
کے مغربی کنارے پر ایک مقام کا نام
ہے جہاں سنہ ۳۶-۳۷ھ (۶۵۷ء) میں حضرت
علی اور حضرت معاویہ کے درمیان جنگ
ہوئی تھی ۔ وجہِ نزاع حضرت عثمان کے
قاتلوں سے انتقام کا مسئلہ تھا ۔ یہ جنگ
ذی الحجہ سنہ ۳۶ھ (جون ، ۶۵۷ء) میں شروع

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

ہوکر ۳۷ھ [illegible]

سنہ ۶۵۷ء) کو حضرت معاویہ کی طرف

سے کتاب اللہ کو حَکَم بنانے کے بعد بغیر

کسی فیصلے کے ختم ہو گئی۔

جہت : سمت۔

جیو کا ہلا ہونا : طبیعت خراب ہونا

(چ)

چیرا : پگڑی، دستار

(ح)

حُجّت تمام کرنا : حریف کے لیے اعتراض یا بحث

کی گنجائش باقی نہ چھوڑنا۔

حنین : دیکھیے جنگِ حنین

(خ)

خاتَم : انگوٹھی، مُہر

خاک دان : دنیا

خاوند : مالک، آقا

خضرا : ہرا، نیلا

خطیر : بڑا، عظیم

خلاصی لینا : نجات حاصل کرنا، چھٹکارا پانا

رہا ہونا۔

خلاف : اِختلافِ رائے

خُم غدیر، غدیرِ خُم : ایک گانْو کا نام جو مکّے

اور مدینے کے درمیان واقع ہے شیعہ

روایات کے مطابق رسول اللہ صلعم نے

۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ (۱۶ مارچ ۶۳۲ء)

کو اسی مقام پر حضرت علی کی شان میں مَن

کُنتُ مولاہُ فعلیٌ مولاہُ ارشاد

فرما کر انھیں اپنا وصی (جانشین) بنایا

تھا۔ اسی مناسبت سے ہر سال ۱۸

ذی الحجہ کو عیدِ غدیر منائی جاتی ہے۔

خواقین : جمعِ خاقان؛ چین اور ترکستان کے

بادشاہوں کا لقب، مجازاً بادشاہ

خوش نفس : مطمئن، آسودہ خاطر

خوش وقتی : خوش دلی، بشاشت

(دال)

دائر : جاری، نافذ العمل، موثّر

درایت : دانائی، فراست، ہوشیاری

دُرَر : جمع دُر؛ موتی

درک : رسائی، گرفت

دَساتیر : جمع دستور؛ آئین، قانون

دَست بُرد : غلبہ، فتح مندی، غلبے کے لیے

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

معرکہ آرائی۔

دست و پا گم کرنا : خوشی میں ہاتھ پاؤں پھول جانا، بدحواس ہو جانا

دقیقہ : باریکی، نزاکت، نکتہ

دم گنتی میں پڑنا : نفس شماری، حالتِ نزع

دوحہ : درخت، پودا، گُل دستہ

دیباچہ : تمہید، آغاز

(ذال)

ذوالجناح : حضرت امام حسینؑ کا گھوڑا

(را)

رافع : اٹھانے والا، نام ونشان مٹانے والا

رجا : اُمّید، بھروسا

رُخ : شطرنج کے ایک مہرے کا نام جسے فیل بھی کہتے ہیں۔ یہ دائیں، بائیں، آگے پیچھے چاروں طرف چلتا ہے۔

رخصت کرنا : اجازت دینا۔

رستگاری : نجات، رہائی، چھٹکارا

رُشد : ہدایت، تمیز، شعور، بلوغ

رلنا : کسی چیز میں ملنا، آلودہ ہونا۔

رمق : تھوڑی سی زندگی، آثارِ زندگی دمِ واپسیں

رن سنگا : قرنا، تُرہی، عام طور پر اسے نرسنگا کہا جاتا ہے لیکن "نرسنگا" کی بہ نسبت "رن سنگا" زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔

رہی : غلام، چاکر

ریحان : گلاب کے پھول کے علاوہ ہر پھول، خوش بودار گھاس

(زا)

زبوں : عاجز، خوار، ذلیل، بد

زخّار : پانی سے بھرا ہوا، بے کراں

زکی : پاک وصاف

زُلال : آبِ شیریں، صاف پانی

زمام : باگ ڈور، ذمّہ داری

زُمرہ : جماعت، گروہ

(س)

ساحت : میدان

سخن چینی : عیب جوئی۔

سَداد : راست گفتاری، نیک کرداری، خوش خُلقی

سراپردہ : بارگاہ، خیمہ

سردفتر : افسر، میر منشی، حاکم

سرمدی : دائمی، لازوال، لافانی

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

سزاوار : لائق، اہل، مستحق

سعادت : نیکی، خوش قسمتی

سِفلی : پست، زمینی

سُفلی : بہت پست، "اسفل" کا مؤنث

سکینہ : تسلّی، سکونِ خاطر، طمانیتِ قلب جو سالک کو کشفِ اسرار کے سبب حاصل ہوتی ہے۔ مزید دیکھیے "صاحبِ سکینہ" بہ سلسلۂ آیات و احادیث وغیرہ

سِلسِلۃُ الذّہب : سنہری زنجیر

سلوک : نیکی کی راہ اختیار کرنا، تقرب اِلی اللہ کی کوشش

سماجت : خوشامد

سنِ رشد : اچھے برے میں تمیز کر سکنے کی عمر، سنِ شعور، زمانۂ بلوغ

سیّدُ الثّقلین : دونوں گروہوں یعنی جنّ و انس کا سردار

(ش)

شایاں : لایق، مناسب

شایستہ : بہتر، مناسب، موزوں

ششدر کرنا : عاجز کرنا، زچ کرنا، مفر باقی نہ چھوڑنا

شعشعہ : دھوپ، روشنی، چمک

شکور : قدرشناس، شکرگزار بندوں کی قدر کرنے والا۔

شمّہ : تھوڑا سا، ذرا سا

شہود : عالمِ موجودات، صوفیوں کی اصطلاح میں وہ حالت جب کہ سالک غیریت کے تمام پردے اٹھا کر ہر شے میں مشاہدۂ حق کرے۔

(ص)

صانع : خالق، پروردگار

صبور : صبر کرنے والا، بندوں کی نافرمانی کو نظر انداز کر دینے والا

صحائف : جمعِ صحیفہ، کتاب، آسمانی کتاب

صدف : سیپی

صُفّہ : چبوترہ، شہ نشین

صلاح : نیکی، سعادت مندی

صوامع : جمعِ صَومَعہ، عبادت خانہ

صواب : درست، عمدہ، بہتر

(ض)

ضمیر : دل، اندیشہ، فکر، اندروں، باطن۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

(ط)

طارُم : بالاخانہ

طارُمِ خضرا : سبز (نیلا) بالاخانہ، کنایہ از آسمان

طُغرا : بادشاہوں کے نام و القاب لکھنے کا ایک خاص انداز ؛ مونوگرام

طلیعہ : ہراول دستہ

(ع)

عاقبت : انجام، آخرِ کار

عالمِ عُلوی : فرشتوں کی دنیا

عدیم الاستطاعت : بے استعداد، نااہل، نالائق

عرصات : قیامت

عَرفہ : ذی الحجہ کی نویں تاریخ، جس دن حاجی مقامِ عرفات میں مقیم ہوتے ہیں۔

عزیمت : ارادہ، قصد

عشرین : بیس ۲۰

عُشرِ عَشیر : دسویں کا دسواں یعنی سوواں حصہ، $\frac{1}{100}$

عِصابہ : پٹی، پگڑی

عطش : پیاس

عطیات : جمعِ عطیہ ؛ بخشش

عُظمیٰ : بہت بڑی، اعظم کا مؤنث

عقود : جمعِ عِقد ؛ لڑی، ہار

عُقول : جمعِ عقل ؛ فرشتہ

علمیہ : علمیت، قابلیت، واقف کاری، ہمہ دانی، دائرۂ علم

عُلوی : آسمانی، فرشتہ

عَلیہ : علی کی تانیث، بلند، بلند مرتبہ

عُمدہ : سردار

عنا : رنج و غم

(غ)

غبرا : زمین

غدیرِ خم : دیکھیے خمِ غدیر

غَرّا : روشن، چمک دار

غُرفہ : دریچہ، روشن دان، کھڑکی

غُرّہ : گھوڑے کی پیشانی کی سفیدی، روشنی چمک

غل : (غل و زنجیر کرنا) طوقِ آہنی، صاحبِ فرہنگِ آصفیہ کا قول ہے کہ اردو والوں میں حضرت آباد لکھنوی کے سوا کسی نے استعمال نہیں کیا (جلد چہارم ص ۳۱) آباد کا جو شعر انھوں نے بہ طورِ سند نقل کیا

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

ہے وہ یہ ہے

اڑ گئی زنجیر ٹکڑے، پرزے سب غل ہو گیا
تیری طاقت کا لبس آ دستِ جنوں! غل ہو گیا

میر صاحب کے مندرجہ ذیل شعر میں اگر چہ غل اس معنی میں مستعمل نہیں لیکن "طوقِ گردن" اور "غل" کے درمیان جو رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے وہ اسی معنوی دلالت پر مبنی ہے ؎

تری خاموشی سے قمری! ہوا شورِ جنوں رسوا
ہلا تک طوقِ گردن کو بھی ظالم! باغ میں غل کر

غیر فرّار: نہ بھاگنے والا، میدان نہ چھوڑنے والا

(ف)

فائدہ: نفع، فیضان، نعمت

فائض: فیض پہنچانے والا

فائض الجود: سخاوت و فیاضی سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے والا

فَبِہا: بہت ٹھیک، درست، مناسب

فُتور: خرابی

فُتُوّت: بہادری، جواں مردی

فُجّار: جمعِ فاجر، بدکار

فَر: شان و شوکت

فرزیں: شطرنج کا ایک مُہرہ جسے وزیر بھی کہتے ہیں۔ اپنی چال کے اعتبار سے یہ سب سے زیادہ خطرناک مُہرہ ہوتا ہے۔

فصاحت: کلام کا نامانوس الفاظ سے پاک ہونا" خوش کلامی

فصیح: خوش بیان، خوش تقریر

فطنت: زیرکی، دانائی، ہوشیاری، ذکاوت

فلاح: نیکی، خیر و برکت، کام یابی

(ق)

قَدَر: حکمِ الٰہی، تقدیر، قدرت

قُدس: پاکیزگی

قُرّۃ العین: آنکھ کی پتلی

قصور: کوتاہی، عاجزی، بے چارگی

قضا: حکمِ الٰہی، تقدیرِ الٰہی، مشیتِ الٰہی

قلیل البضاعت: کم حیثیت، کم استعداد

قنادیل: جمعِ قندیل؛ فانوس، چراغ دان

(ک)

کاہلا: بیمار، نڈھال، مضمحل، سُست

کبریا: بزرگی، بزرگ، خدا

کُبریٰ: بڑی، اکبر کی تانیث

کتم: پردہ

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

کثیر الفتوح : بہت زیادہ فتح حاصل کرنے والا
ہر چیز کو زیر کر لینے والا

کدبانو : گھر کی مالکہ، بیوی، رفیقۂ حیات

کِذب : جھوٹ

کرّار : دشمن پر پے بہ پے حملے کرنے والا۔

کرامت کرنا : بخشنا، عطا کرنا

کشّاف : کھول کھول کر بیان کرنے والا، تشریح کرنے
والا، جار اللہ زمخشری کی تفسیر کا نام

کفایت : ذمہ داری، ضمانت

کِمیّت : مقدار، حالتِ مقداری

کُن فکاں : عالمِ موجودات، کائنات

کوتل : سواری کا خاص گھوڑا، زائد گھوڑا جو
بروقتِ ضرورت کام میں لیا جاسکے۔

کیفیت : حالت وصفی

(گ)

گہوارہ : پالنا، جھولا

(ل)

لآلی : جمعِ لؤلؤ، موتی

لاریبی : شک اور شبہے سے بالاتر، یقینی، غیر مشکوک

لافتیٰ : دیکھیے فرہنگِ آیات و احادیث و اقوال

لامع : چمکنے والا، روشن

لاہوت : مقامِ محویت، وہ عالم جہاں سالک
کو فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے

لم یزلی : لازوال، غیر فانی، دائمی

(م)

مآب : جائے بازگشت، اپنا گھر، پناہ گاہ

ماریہ : دیکھیے ارضِ ماریہ

مال و منال : زر و مال اور اراضی و باغات وغیرہ

مبانی : جمع مبنیٰ، عمارت

مُبرّا : پاک و صاف

مُبرہن : دلائل سے ثابت شدہ، واضح، روشن

مُبیّن : تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہوا، واضح،
غیر مبہم

مُتبرّکہ : برکت والی

مِثقال : ایک وزن، ساڑھے چار ماشے کے بہ قدر

مُجالست : ہم نشینی، رفاقت

مَجامع : جمعِ مجمع، جمع ہونے کی جگہ، مجلس، محفل

مُجتبیٰ : برگزیدہ، منتخب، پسندیدہ

مُحافہ : پالکی، ڈولی

مُحتجب : پوشیدہ، مخفی

محل : زنان خانہ، زوجہ، بیوی

محمودہ : قابلِ تعریف

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

مِحَن : جمعِ محنت ؛ تکلیف، دکھ، آزمائش

مُخبِر : راوی، محدّث

مُختَرِع : ایجاد کرنے والا، بنیاد رکھنے والا

مختوم : مُہر لگا ہوا، جس چیز پر مہر ثبت ہو

مخزن : خزانہ، مجموعہ، کتاب

مِرآۃ : آئینہ

مَرحمت : مہربانی، رحم و کرم

مَرکب : سواری

مرکزِ دائرۂ خاک : کنایہ از مکّہ معظّمہ

مرویّہ : روایت شدہ، روایت، حدیث

مَسامع : جمعِ مَسمَع ؛ کان

مسانِد : جمعِ مسند ؛ بیٹھنے کی جگہ، نشست گاہ، تکیہ گاہ

مُستطاب : پاک، پاکیزہ

مُستعار : مانگا ہوا، پرایا

مُستغرِق : ڈوبا ہوا

مُستمَع : سنا ہوا، گوش زد

مسعودہ : مبارک

مَشیّت : مرضیِ الٰہی

مُصاحبت : ہم نشینی، قربت، رفاقت

مَصائب : جمعِ مصیبت ؛

مُصحف : کتاب، قرآن

مُصِر : اِصرار کرنے والا، زور دینے والا

مُصطفیٰ : برگزیدہ، مقبول

مضیق : تنگ راستہ، دشواری، دِقّت

مَظہر : مقامِ اظہار، وسیلۂ اظہار

مَعارف : علم، نکات، باریکیاں

مَعالِم : جمعِ مَعلَم ؛ نشانی، علامت، شناخت

مُعرّا : پاک، خالی

مَعشَر : گروہ، جماعت

معہٰذا۔ مع ہٰذا : مزید برآں، علاوہ بریں

مفارِق : جمعِ مَفرق ؛ مانگ، مجازاً سر

مُفسّر : تفسیر کرنے والا، تفصیل سے بیان کرنے والا

مقاصی : حدود سے تجاوز کرنے والا، گناہ گار، خطاکار

مُقتدا : پیشوا، سردار

مُقِر : اقرار کرنے والا، اعتراف کرنے والا

مِقراض : قینچی

مکر ہی کہنا : دھوکا دینا، مغالطہ دینا

مُکنت : قدرت، طاقت، صلاحیت، استعداد

ملجا : جائے پناہ، پناہ گاہ

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

مَلکوُت : عالمِ اَرواح، فرشتوں کی دنیا، عالمِ نامحسوس

مَناشیر : جمعِ منشور ؛ فرمانِ شاہی

مَناقِب : محامد، اَوصاف، اہلِ بیت کی مدح وثنا، فضائل، محاسن

مَنال : جاگیر، جائداد، اراضی وباغات وغیرہ

مُنسَلِک : لڑی میں پرُدیا ہُوا، متعلّق

منصوب : نصب کیا ہوا، بٹھایا ہوا، فائز

مِن کُلِّ الوجوہ : ہر اعتبار سے، ہر طرح، مکمّل طور پر

مِن وَ عَن : حرف بہ حرف، لفظ بہ لفظ

مَواقِف : جمعِ مَوقف ؛ ٹھہرنے کی جگہ، منزل، مقام

موالی : جمعِ مولیٰ ؛ غُلام یِموالیاں : جمع الجمع

مُوَفّق دھرنا : توفیقِ الہٰی سے تعبیر کرنا، عطیۂ خداوندی قرار دینا

مَوہبَت : بخشش، عنایت، عطیہ

مُہتدا : ہدایت یافتہ

میدانِ قُدس : عالمِ مَلکوت، فرشتوں کی دنیا۔

مَیمنَت برکت، سعادت

(ن)

ناسوت : عالمِ اَجسام، دنیاے فانی

ناصیہ : پیشانی

ناظم : پرونے والا

ناقل : بیان کرنے والا، روایت کرنے والا، راوی

نامتناہی : لامحدود، بے کراں

نامشروع : ناجائز

ناموس : عزّت، عصمت، مجازاً خواتینِ خانہ

نجابت : شرافت، بزرگی، عالی نسبی

نصّ : آیتِ قرآنی، حکمِ قرآنی

نصاب : سرمایہ، مال ومتاع

نصیبہ : حصّہ

نظیف : پاکیزہ، صاف سُتھرا

نعلین : جوتیاں، پاپوش

نفسِ امّارہ : نفسانی خواہشات اور دنیاوی لذّات پر اکسانے والی جبلّت

نفوس : جمعِ نفس ؛ روح، فرد، شخص

نکتہ سنج : باریک بیں، پاکیزہ گفتار

نمازِ پیشیں : نمازِ ظہر، دیکھیے لفظ "پیشیں"

ننگ آنا : شرم آنا

نوائب : جمعِ نائبہ ؛ حادثہ، مُصیبت، افتاد

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

وا ابتاہ! : ہائے باباجان
وا مُصیبتاہ! : کلمۂ افسوس، ہائے افسوس،
ہائے ہائے رے مصیبت
واویلاہ! : کلمۂ افسوس، ہائے افسوس
واجب الوجود : جو اپنے وجود کے لیے غیر
کا محتاج نہ ہو، مراد خدا تعالیٰ
واقعہ : خواب
وَالّا نہ : اور اگر ایسا نہ ہو، ورنہ، بہ صورتِ دیگر
وصّاف : بہت تعریف کرنے والا
وصی : جس کے حق میں وصیّت کی گئی ہو،
نامزد وارث، جانشین
ولایت : تقرب الی اللہ، محبتِ الٰہی

(ہ)

ہاتِف : فرشتہ، غیب سے آواز دینے والا
ہتھوا لینا، ہتھوا سنا : ہاتھ میں سنبھالنا،
جنگ کے ارادے سے تلوار اور سپر وغیرہ
کا ہاتھ میں لینا۔ انیس کہتے ہیں ؎
ہتھوا اس کے تیغ و سپر اکبر یہ پکارے
بے ہودہ سخن کہتے ہو کیا منھ پہ ہمارے
ہَل اَتیٰ : دیکھیے فرہنگِ آیات واحادیث

ہوادار : دوست، خیر خواہ، ہم درد
ہَول : خوف، گھبراہٹ، پریشانی

(ی)

یا عمّاہ! : اے چچا جان!
یاور : مددگار، ہم درد
یَدُ اللہ : اللہ کا ہاتھ، حضرت علیؓ مراد ہیں۔
ایک روایت کے مطابق حضرت علی
جب میدانِ حشر میں وارد ہوں گے تو
انھیں مختلف مقامات پر مختلف ناموں
مثلاً یدُ اللہ، اُذن اللہ، لِسان اللہ،
وَجہُ اللہ، نفسُ اللہ سے پکارا جائے
گا، حتیٰ کہ جب آپ حوضِ کوثر پر پہنچیں
گے تو آپ کو یا اسدَ اللہ کہہ کر مخاطب
کیا جائے گا۔ گویا یدُ اللہ آپ کے قیامت
کے خطابات میں سے ایک خطاب ہے۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

فرہنگ

آیات، احادیث، اقوالِ عربی

آیۂ تطہیر: سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۳۳ کا جزوِ آخر اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْراً ۝ اے پیغمبر کے اہلِ بیت! اللہ چاہتا ہے کہ تم سے ناپاکی کو دور کر دے اور تمھیں بالکل پاک وصاف کر دے۔

اللہ تعالےٰ کا یہ ارشاد رسولؐ کے اہلِ بیت کی طہارت کا شاہدِ عادل ہے۔

اَحَدَ عَشَرَ کَوکَباً: گیارہ ستارے، گیارہ ائمہ مراد ہیں۔ یہ الفاظ سورۂ یوسف کی چوتھی آیت سے ماخوذ ہیں جس میں حضرت یوسف کی زبان سے خواب میں گیارہ ستاروں اور چاند سورج کے انھیں سجدہ کرنے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔

اَدَامَ اِقبَالَہٗ، وَدَوَامَ اِجلَالَہٗ: اللہ اُس کے اقبال کو ہمیشہ قائم رکھے اور اس کے اِجلال (بزرگی) کو دوام عطا فرمائے۔

ارضِ ابلعی: اشارہ ہے سورۂ ہود کی آیت نمبر ۴۴ کی طرف جس کا آغاز وَقِیلَ یَا اَرضُ ابْلَعِی مَاءَکِ سے ہوتا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے کہ اے زمین! اپنا پانی نگل جا۔ یہ حکم اس خطۂ زمین کو دیا گیا تھا جہاں سے اللہ کے حکم کے مطابق ایک تنور سے پانی اُبلنا شروع ہوا تھا اور اس نے طوفانِ نوح کی شکل اختیار کر لی تھی۔

اِنَّا اَرسَلنٰکَ شَاھِداً وَّمُبَشِّراً وَّنَذِیراً ۝ اے نبی! ہم نے تم کو گواہی دینے

Channel eGangotri Urdu

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

والا اور خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ سورۂ فتح آیت نمبر ۸ - یہی
آیت شروع میں یَآاَیُّهَا النَّبِیُّ کے اضافے کے ساتھ سورۂ احزاب میں بھی موجود ہے
(آیت نمبر ۴۵)

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ٥ ہم خدا ہی کے لیے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۱۵۶ کا آخری ٹکڑا۔

اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ٥ ہم تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ سورۂ فاتحہ کی آیت نمبر ۴ کا نصف آخر

بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی: (میں جا رہا ہوں ملنے کے لیے) رفیق اعلیٰ (خدائے بلند و برتر) سے۔

اَلتَّقِیَّةُ دِیْنِیْ وَدِیْنُ اٰبَآئِیْ وَالتَّقِیَّةُ جُنَّةٌ: تقیہ میرا دین ہے اور میرے باپ دادا کا دین ہے اور تقیہ ڈھال ہے۔

اَلْحُکْمُ لِلّٰهِ وَرَضِیْنَا بِقَضَآءِ اللّٰهِ: حکم اللہ کے لیے ہے یعنی حکم دینے کا مجاز صرف اللہ تعالیٰ ہے اور ہم راضی ہو گئے اس کے فیصلے سے۔

سَلَّمَهُ اللّٰهُ الْمَلِکُ الْمَنَّانُ: (اپنے بندوں پر) بہت زیادہ احسان کرنے والا بادشاہ یعنی اللہ اس کو سلامت رکھے۔

صاحبِ سکینہ: رسول اللہ سفرِ ہجرت کے دوران غارِ ثور میں تشریف فرما تھے اور کفارِ مکہ آپ کی تلاش میں اس غار کے قریب تک پہنچ چکے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پریشانی کے عالم میں وحی کے ذریعے آپ کی تسلی فرمائی۔ قرآن میں اس نزولِ تسلی کو فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَکِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ (سورہ توبہ آیت نمبر ۴۰) کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی مناسبت سے آپ کو صاحبِ سکینہ کہا جاتا ہے۔ لفظ "سکینہ" کی اصطلاحی و تلمیحی معنویت کی مزید وضاحت سورۂ بقرہ کی آیت نمبر ۲۴۸ سے ہو جاتی ہے۔ اس آیت میں ایک ایسے صندوق (تابوت) کا ذکر ہے جس میں اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا سکونِ قلب (سکینہ) کا سامان اور آلِ موسیٰ اور آلِ ہارون کے تبرکات رکھے ہوئے تھے اور جو ایک مقدس امانت کے طور پر انبیائے

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

کرام کو منتقل ہوتا رہا تھا۔ یہ تابوت سکینہ سِلسلہ بہ سِلسلہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا اور آپ اس کے مالک ہونے کی بنا پر صاحبِ سکینہ کہلائے۔

صَدَقَ جَدِّیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ : اے میرے جد (اور) اللہ کے رسول! آپ نے سچ ارشاد فرمایا۔

صَلوٰۃُ اللّٰہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْھِمْ وَعَلٰی اٰبَائِھِمْ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ : اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو ان پر اور ان کے تمام آبا و اجداد پر قیامت کے دن تک۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْھَا وَعَلٰی اَبِیْھَا وَعَلٰی بَعْلِھَا وَبَنِیْھَا : اللہ کی رحمت ہو اس پر اور اس کے باپ پر اور اس کے شوہر اور دونوں بیٹوں پر۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ : اللہ کی رحمت اور سلامتی ہو اس پر اور اس کی اولاد پر۔

لَاتَتَحَرَّکُ ذَرَّۃٌ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ : اللہ کے حکم کے بغیر ذرہ بھی (اپنی جگہ سے) حرکت نہیں کرتا۔

لافتیٰ : اشارہ ہے عربی کے مشہور مصرعے **لَافَتٰی اِلَّا عَلِی لَاسَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار** کی طرف جس کا مطلب ہے علی کے علاوہ کوئی جوان یعنی جواں مرد (کہے جانے کا مستحق) نہیں اور ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار (تلوار کہے جانے کے قابل) نہیں۔

لَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ : اور ہم نے آدم کو عزت عطا کی۔ سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۰ کا ابتدائی حصّہ۔

لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ : اگر تم نہ ہوتے یعنی تمہارا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو ہم نے یقیناً آسمانوں کو نہ پیدا کیا ہوتا۔ رسول اللہ صلعم سے باری تعالیٰ کا خطاب، حدیثِ قدسی

وَفَضَّلْنٰھُمْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِیْلًا ○ اور فضیلت دی ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوقات پر، سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۰ کا آخری حصّہ۔

وَاللّٰہُ یُؤَیِّدُ بِنَصْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ : اور خدا اپنی نصرت کے ذریعے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

پہنچاتا ہے۔ سورۂ آل عمران آیت نمبر ۱۳ کا درمیانی ٹکڑا۔

وَيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيزًا ○ اور خدا تمہاری زبردست مدد کرے۔ سورۂ فتح، آیت نمبر ۳۔

هَلْ اَتٰى : اشارہ ہے سورۂ دہر کی طرف جس کا آغاز هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا ○ سے ہوتا ہے۔ شیعی روایت کے مطابق یہ سورہ حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین کی شان میں نازل ہوا ہے اور ان کے فضائل کے بیان پر مشتمل ہے۔

هَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ : ہے کوئی مقابلہ کرنے والا؟ ایک جنگی نعرہ جو حریف کو مقابلے کی دعوت دینے کے لیے بلند کیا جاتا تھا۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ : آج ہم نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور اپنی نعمتیں تم پر پوری کر دیں۔ سورۂ مائدہ کی چوتھی آیت کا درمیانی ٹکڑا۔

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

اترّ پردیش اردو اکادمی کی

چند اہم مطبوعات

آبِ حیات	محمد حسین آزاد	۲۲/=
مقدمۂ شعر و شاعری	حالی	۱۱/۵۰
پنجاب میں اردو	پروفیسر محمود شیرانی	۱۲/۷۵
جدید اردو تنقید: اصول و نظریات	شارب ردولوی	۲۸/=
دلّی کا دبستانِ شاعری	نور الحسن ہاشمی	۵۲/=
روحِ نظیر	مخمور اکبر آبادی	۲۰/۷۵
سخندانِ فارس	محمد حسین آزاد	۱۲/۵۰
فسانۂ عجائب	ڈاکٹر سید سلیمان حسین	۱۶/۷۵
فرہنگِ شفق	لالتا پرساد شفق	۳۰/۰۰
گنجینۂ تحقیق	بیخود موہانی	۱۰/۵۰
مرأۃ الشعر	عبد الرحمان	۱۳/۷۵
موازنۂ انیس و دبیر	شبلی	۱۱/۵۰
یادگارِ غالب	حالی	—
بنات النعش	نذیر احمد	۵/۰۰
توبۃ النصوح	"	۶/۰۰
مرأۃ العروس	"	۶/۰۰
ابن الوقت		۵/۰۰

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

گلشنِ بے خار	نواب مصطفےٰ خاں شیفتہ	۱۰/۹۰
گلستان بے خزاں	میر قطب الدین باطنؔ	۱۲/۲۵
طبقاتِ شعراے ہند	کریم الدین	۲۴/..
گلستانِ سخن	مرزا قادر بخش صابرؔ	
انتخابِ یادگار	امیرؔ مینائی	۳۳/..
سخنِ شعرا	عبد الغفور نسّاخؔ	۲۲/۵۰
بکٹ کہانی	افضلؔ	۷/=
نشاطِ روح	اصغرؔ گونڈوی	۵/..
سرودِ زندگی	″	۲/۵۰
کلّیاتِ نعتِ محسنؔ	محسنؔ کاکوروی	۱۲/..
دیوانِ غالبؔ (نسخۂ حمیدیہ)	غالبؔ	
رباعیاتِ حالیؔ	حالیؔ	۳/..
مشاعرۂ زنداں		۶/۵۰
انتخابِ نثر، حصہ اول	پروفیسر شبیہ الحسن	۵/=
″ ″ دوم	″ حکم چند نیّرؔ	۶/=
انتخابِ منظومات ″ اول	″ محمود الٰہی	۴/..
″ ″ دوم	″ خورشید الاسلام / ڈاکٹر مسعود عالم	۵/=
انتخابِ قصائد	″ حکم چند نیّرؔ	۵/=
انتخابِ مراثی	″ ″	۹/۵۰
انتخابِ افسانہ	″ سید محمد عقیل	۱۱/=

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

Channel eGangotri Urdu

CC-O. In Public Domain. Digitized by eGangotri Trust

INTIKHABE KARBAL KATHA

Rs. 6/=

Channel eGangotri Urdu

PRINTED AT - NORTHERN OFFSET PRESS, Lucknow. Ph. : 0522-240858, 419790